بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

شمارہ 22

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

2 ربیع الثانی 1423 ہجری 3 احسان 1382 ہش 3 / جون 2003ء

Postal Reg. No. PB 0151/2003 TO 2007

1504.
Er. M.Salam,
Dpty. Chief Engineer (P&M)Elect.
HPSEB Vidyut Bhawan,
Shimla - 171 004 (H.P)

اخبار احمدیہ

قادیان 31 مئی 2003ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ کل حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت خبیر کی تفصیل بیان فرمائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔

خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسنون طور سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر کے یہ امر صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ انکی پیروی کے سوا کوئی راہ اس کی رضا جوئی کی باقی نہیں ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا جویاں ہو اسی دروازہ کو کھٹکھٹائے اس کیلئے کھولا جائے گا۔ بجز اس دروازہ کے تمام دروازے بند ہیں۔ نبوت ہمارے نبی ﷺ پر ختم ہو چکی۔ شریعت قرآن شریف کے بعد ہرگز نہیں آئے گی۔ انسان کو کشوف اور وحی اور الہام کا بھی طالب نہ ہونا چاہئے بلکہ یہ سب تقویٰ کا نتیجہ ہیں۔ جب جڑ ٹھیک ہوگی تو اس کے لوازم بھی خود بخود آ جائیں گے۔ دیکھو جب سورج نکلتا ہے تو دھوپ اور گرمی جو اس کا خاصہ ہیں خود بخود ہی آ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان میں تقویٰ آ جاتا ہے تو اس کے لوازم بھی اس میں ضرور آ جاتے ہیں۔ دیکھو جب کوئی دوست کسی کے ملنے کے واسطے جاوے تو اس کو یہ امید تو نہ رکھنی چاہئے کہ میں اس کے پاس جاتا ہوں کہ وہ مجھے پلاؤ، زردے اور قورمے اور قلیئے کھلائے گا اور میری خاطر تواضع کرے گا نہیں بلکہ صادق دوست کی ملاقات کی خواہش ہوتی ہے۔ بجز اس کے اور کسی کھانے یا مکان یا خدمت کی پروا اور خیال بھی نہیں ہوتا۔ مگر جب وہ اپنے صادق دوست کے پاس جو اس سے مجبور تھا جاتا ہے تو کیا وہ اس کی خاطر داری کا کوئی دقیقہ باقی بھی اٹھا رکھتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ جہاں تک اس سے بن پڑتا ہے وہ اپنی طاقت سے بڑھ کر بھی اس کی تواضع کے واسطے مکلف سامان کرتا ہے۔

غرض یہی حال روحانیت اور اس دوست اعلیٰ کی ملاقات کا ہے۔ الہامات یا کشوف وغیرہ خبروں کے سہارے والا ایمان، ایمان کامل نہیں۔ وہ کمزور ایمان ہے جو کسی چیز کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ انسان کی غرض اور اصل مدعا صرف رضائے الٰہی اور وصول الی اللہ چاہئے۔ آگے جب یہ اس کی رضا حاصل کر لے گا تو خدا تعالیٰ اس کو کیا کچھ نہ دے گا۔ خود اس امر کی درخواست کرنا سوئے ادب ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

(آل عمران: ۳۲) خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول ﷺ کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہئے۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہئے۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں کہ رسول ﷺ کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ہمارا صرف ایک ہی رسول اور ایک ہی کتاب ہے ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنا لی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں۔ بلکہ اور اور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے۔

ہر قسم کے گناہوں سے بچو دیکھو گناہ کبیرہ بھی ہیں ان کو تو ہر ایک جانتا ہے اور اپنی طاقت کے موافق نیک انسان ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ مگر تم گناہوں سے کیا کبائر اور کیا صغائر سب سے بچو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جس کے استعمال سے زندہ رہنا محال ہے۔ گناہ ایک آگ ہے جو روحانی قویٰ کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیتی ہے پس تم ہر قسم کے کیا صغیرہ کیا کبیرہ سب اندرونی بیرونی گناہوں سے بچو۔ آنکھ کے گناہوں سے، ہاتھ کے گناہوں سے، کان ناک اور زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے بچو۔ غرض ہر عضو کے گناہ کے زہر سے بچتے رہو اور پرہیز کرتے رہو۔

نماز گناہوں سے بچنے کا آلہ ہے نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو۔ اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں سو اس کو سنوار کر ادا کرو۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو۔

ہمارا طریق نرمی ہے یہ بھی یاد رکھو ہمارا طریق نرمی ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اپنے مخالفوں کے مقابل پر نرمی سے کام لیا کرے۔ تمہاری آواز تمہارے مقابل کی آواز سے بلند نہ ہو۔ اپنی آواز اور لہجہ کو ایسا بناؤ کہ کسی دل کو تمہاری آواز سے صدمہ نہ ہووے۔ ہم قتل اور جہاد کے واسطے نہیں آئے۔ بلکہ ہم تو مقتولوں اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور انمیں زندگی کی روح پھونکنے کو آئے ہیں۔ تلوار سے ہمارا کاروبار نہیں نہ یہ ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔ ہمارا مقصد نرمی سے ہے اور نرمی سے اپنے مقاصد کی تبلیغ ہے۔ غلام کو وہی کرنا چاہئے جو اس کا آقا اس کو حکم کرے۔ جب خدا نے ہمیں نرمی کی تعلیم دی ہے تو ہم کیوں سختی کریں۔ ثواب تو فرماں برداری میں ہوتا ہے۔ اور دین تو سچی اطاعت کا نام ہے نہ یہ کہ اپنے نفس اور ہوا و ہوس کی تابعداری سے جوش دکھاویں۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 104-103 مطبوعہ ربوہ)

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کی انتہا معلوم نہیں ہو سکتی اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اسکی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔" (روحانی خزائن جلد ۲۲، حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

"مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۷، اربعین نمبر ۱، ص ۳۴۵)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

نفرت کی آندھی — خدا کیلئے اسے روکو!

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سال بہ سال یہ دنیا نفرت ظلم اور کٹر واد کی طرف تیزی سے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ پہلے بعض اہل مذاہب جو رواداری وملنساری میں مشہور تھے وہ بھی اب اس کی تیکھی گرفت میں ہیں۔ ہندو اپنی سابقہ روایات ومذہبی تعلیمات کے پیش نظر اپنے ہی مذہب کی چھوٹی ذاتوں پر مذہبی ومعاشرتی ظلم کرتے تھے اور وہ اس کو اپنی کتب مقدسہ کا حصہ سمجھتے تھے۔ اپنی مقدس کتب کی روشنی میں وہ اپنے ہی مذہب سے تعلق رکھنے والے دلتوں اور شودروں کو نہ تو مقدس مقامات پر مذہبی فرائض کی ادائیگی کی اجازت دیتے تھے اور نہ ہی کتب مقدسہ کی تلاوت کی انہیں اجازت تھی۔ اور عیسائی جن کی تعلیم نرمی کی تھی اور جو اپنی کتب مقدسہ کی تعلیم کے پیش نظر دوسروں کو دکھ نہ دینے کا عقیدہ رکھتے تھے اور جن کی یہ تعلیم تھی کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی دوسرے طمانچے کے لئے اس کی طرف پھیر دینا چاہئے اور اگر کوئی ایک کوس بیگار چلا کر لے جائے تو اس کے ساتھ دو کوس تک بیگار چلا جائے، آج وہ بھی سخت قسم کی نفرت اور کٹر واد کا شکار ہیں۔ یورپ کے عیسائی ممالک نہ صرف یہ کہ تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک کی طرف ہر آن اپنے خونی شکنجے گاڑے ہوئے ہیں بلکہ غریب ملکوں سے دولت سمیٹ سمیٹ کر اپنے ممالک میں جمع کر کے عیش وآرام کر رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے حلیفوں کی عراق پر جنگ بھی دراصل ہتھیاروں کو ختم کرنے کے بہانے تیل کی دولت سمیٹنے کی خاطر ہی ہے۔ مسلمان جو نفرت اور کٹر واد سے کوسوں دور تھے اور جن کو الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق جلد 1 صفحہ 425) کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق سے محبت واحسان کا سلوک کرتا ہے کی تعلیم دی گئی تھی آج وہی مسلمان دیگر مخلوق خدا تو درکنار آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ شیعہ سنی پر ظلم کی تلوار چلاتا ہے اور سنی آن کی آن میں تمام شیعوں کو روئے زمین سے نابود کر دینا چاہتا ہے۔ اور یہ سب کام کر رہے ہیں مذہب کے وہ لوگ جو خود کو اس مذہب کے روحانی ڈاکٹر، علماء، سادھو اور پادری صاحبان کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ڈاکٹر ہی بیمار ہو جائیں تو پھر عام مخلوق کا خدا ہی حافظ۔ پھر تو بس آسمان کی طرف نگاہیں کر کے کسی ایسے روحانی ڈاکٹر کی تلاش کرنی چاہئے کہ جسے خالق کائنات محض اپنے فضل سے اپنی مخلوق پر رحم کر کے نازل کرے۔

ہندوستان ایک ایسا عظیم ملک ہے جو اپنی رواداری اور ملنساری کی اعلیٰ روایات کیلئے زمانہ قدیم سے مشہور ہے اور جس نے ہر زمانہ میں ہر ایک کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کی ہے۔ شروع میں آریہ آئے، اگرچہ انہوں نے اس ملک کے اصل باشندوں پر بے حد ظلم ڈھائے، ان کو بنیادی انسانی ضرورتوں سے محروم کر رکھا تھا، لیکن بالآخر وہ اس ملک میں گھل مل کر رہنے لگے اور اس ملک کے باشندے بن گئے۔ پھر عربوں ترکوں اور مغلوں نے بھی ادھر کا رُخ کیا اور یہاں کی تہذیب وتمدن میں اپنی تہذیب وتمدن کو ملا کر یہاں کے باشندوں میں رچ بس گئے۔ پھر انگریز آئے لیکن انگریزوں کا ایک کثیر طبقہ آزادی کے بعد اپنے وطن واپس لوٹ گیا، کیونکہ انہوں نے یہاں کے تمدن میں بادشاہ بن کر ہی رہنا پسند کیا۔ رعایا کی طرح وہ اس ملک میں رہ نہ سکے ہاں اِکا دُکا انگریز آج بھی کہیں کہیں مقیم ہیں لیکن وہ اس قدر برائے نام ہیں کہ ان کی مثال نہیں دی جاسکتی۔

باہر سے آنے والے تمام اقوام اپنے ساتھ نہ صرف اپنی اپنی تہذیب لائے بلکہ انہوں نے اپنے مذاہب کو بھی یہاں روشناس کرایا چنانچہ آریوں نے وید کو پھیلایا۔ مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کی اور انگریزوں نے انگریز پادریوں کے ذریعہ عیسائیت کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ ہندوستان میں جو لوگ ان کی کوششوں سے عیسائی ہوئے وہ ہمارے بھائی اور ہندوستان کے باشندے ہیں۔ انہی خوبیوں کے باعث کہا جاتا تھا کہ ہندوستان ایک گلدستے کی طرح ہے جہاں ایک طرف ہندو مسلم اور عیسائی ہیں تو دوسری طرف بدھ مذہب کے ماننے والے، جین دھرم سے وابستہ، یہودی اور سکھ اور طرح طرح کے خوبصورت پھول اس سرزمین پر کھلے ہوئے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جو ملک ہند میں مسلم صوفیوں کی بدولت ایک ہزار سال سے زائد عرصہ سے مقیم ہیں اور مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنی ایک مخصوص ہندوستانی پہچان بنائے ہوئے ہیں، شروع سے ہی ہندوان سے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے الگ الگ ہی رہے اور ان سے دلتوں جیسا سلوک روا رکھا یہاں تک کے کھانے پینے میں بھی چھوت چھات کا سلسلہ جاری رہا۔ اکثر تو دلتوں سے مسلمان ہوئے، بعض ہندو دھرم کی اونچی ذات سے بھی مسلمان ہوئے لیکن شروع سے ہی ان کو نفرت کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ صوفی اور علماء نے جن کی کوششوں سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ان کو یہ درس دیا کہ اسلام میں کوئی اونچ نیچ نہیں، ذات برادری میں کوئی بھید بھاؤ نہیں۔ سب انسان خدا کی مخلوق ہیں اور برابر ہیں لیکن ہندو دھرم کے ٹھیکیداروں نے اپنی مخصوص مذہبی تعلیم کی وجہ سے ان مسلمانوں کو تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے یہی چاہا کہ وہ پھر ہندو دھرم میں واپس لوٹ آئیں اور دلت بن کر ظلم وستم کی چکی میں پستے رہیں۔ لیکن اسلام نے جو برابری اور اُخوّت کے حقوق ان کو عطا فرمائے تھے اس کے ہوتے وہ پھر دوبارہ کس طرح اُسی اندھیرے میں چلے جاتے جس سے وہ نکل کر آئے تھے۔

پس ہزار سال سے یہی کشمکش ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین اندرونی طور پر چلتی چلی آرہی ہے۔ باوجود مسلمان

یہ وہ دور تھا جبکہ ہندو انتہا پسند تنظیموں کی جانب سے اس دور کے اسلام مخالف لٹریچر اور اخباری مضامین، کی شروعات ہوئی جن میں مسلم بادشاہوں کو سخت ظالم اور قابل نفرت کردار میں پیش کیا گیا ان کے متعلق یہ منسوب کیا گیا کہ گویا آج کی مسجدیں اس دور کے ہندو مندروں کو توڑ کر بنائی گئی ہیں جن میں ایودھیا، متھرا، بنارس اور کئی اور جگہوں کی مساجد شامل ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے انشاء اللہ آئندہ بعض مضامین میں کسی قدر تفصیل اس کی بیان کی جائے گی لیکن اس موقع پر ہم صرف اسقدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بابری مسجد کے انہدام کے بعد ہندو انتہا پسندوں کی جانب سے نہ صرف ہندوستان کی مسلم تاریخ کو منہدم کرنے کی کوشش کی گئی بلکہ قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات تک کو نشانہ اعتراض بنایا گیا ان میں ہندوؤں کے بڑے بڑے دانشور اور کالم نویس تک شامل ہیں۔ ہمیں یاد ہے اس موقع پر ارون شوری کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مکہ کی مسجد حرام کو بلا کسی تاریخی ثبوت کے بُت پرستوں کا مرکز قرار دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ بات منسوب کی گئی تھی کہ آپ نے زبردستی بُت تڑوادئے تھے۔ بعض کالم نویسوں نے یہاں تک لکھا کہ قرآن مجید تشدد کی اور کافروں کو بُرا کہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ افسوس ہے کہ ان ایام میں مسلم ٹھیکیداروں نے نہ صرف یہ کہ ان اعتراضات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں دفاع نہیں کیا بلکہ وہ آپسی اختلافات اور الجھنوں میں ہی گھر کر رہ گئے اگر کسی نے دفاع کیا بھی تو اس رنگ میں کہ مخالفین کی ہاں ہاں میں ملادی۔

یہ سب کچھ ہوتا رہا، ایسا زہریلا لٹریچر منظر عام پر آتا رہا، اختلافات بڑھتے رہے، تقاریر میں اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا رہا، جس کا نتیجہ ملک کے مختلف حصوں میں جلد جلد فسادات کی صورت میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ جس کی ترقی یافتہ شکل گجرات میں ظاہر ہوئی جہاں مسلمانوں کا بڑا بھاری جانی ومالی نقصان ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ جب فساد ہوتا ہے تو طرفین کا نقصان ہوتا ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ موجودہ گجرات فسادات میں مسلمانوں کا بڑا بھاری نقصان ہوا ہے ایسا نقصان جو شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اس فساد سے پہلے انتہا پسند ہندوؤں نے تخریبی کیمپ لگا لگا کر اپنے نوجوانوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ جس میں ان کو تشدد وتخریب کے طریق سکھائے گئے اسلام کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ ان کے دماغوں میں انڈیلا گیا۔ گزشتہ فسادات کا جائزہ لیا جائے تو اس میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ عیسائیوں کو بھی ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ عیسائی پادریوں کو زندہ تک جلادیا گیا سکھ بھی ظلم کا نشانہ بنے۔

پھر 11 ستمبر کا وہ دن آیا جس میں امریکہ نے القاعدہ اور افغانستان کے طالبان پر جو خود اس کی اپنی پیداوار تھے انتہا پسندی کے نام پر حملہ کیا اور دنیا کو انتہا پسندی کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کا دکھاوا کیا۔ چونکہ اس تمام معاملے میں مسلمان انتہا پسند تنظیمیں اور بعض اسلامی ممالک اس کے نشانے پر تھے اس لئے جہاد کے خلاف یورپ

ہونے کے وہ پھر بھی ہندوؤں کے نزدیک دلت کے دلت رہے وہ ان کے کنوؤں سے پانی نہیں لے سکتے تھے وہ ان کے ساتھ اٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے وہ معاشرتی اعتبار سے ہر لحاظ سے ان سے نیچے سمجھے گئے۔ کسی کو چاہے ہماری یہ بات کڑوی لگے لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہی اونچ نیچ کی تفریق اور عدم مساوات ہی پاکستان کے معرض وجود میں آنے کی اصل وجہ ہے۔ اگر ہندو مسلمانوں کو اپنے ساتھ معاشرتی اعتبار سے سمونے کی کوشش کرتے اور ان سے تفریق اور بھید بھاؤ کا سلوک نہ کرتے تو آج ہندو پاک کی خوفناک اور دم گھونٹ دینے والی دیواریں ہمارے درمیان حائل نہ ہوتیں پاکستان بن گیا یہ ایک حقیقت ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تاریخ کی اس تلخ حقیقت سے ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ کچھ لوگ آج بھی وہی کام کر رہے ہیں جس سے دونوں قوموں کے درمیان تلخیوں اور نفرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان بنا لیکن کیا مسلمانوں کی اکثریت نے پاکستان کو قبول کیا ہرگز نہیں۔ آج بھی مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ پاکستان کی نسبت ہندوستان میں مقیم ہے اور انہوں نے ہندوستان کو اپنا وطن تسلیم کر کے اسی مٹی میں اپنی بودوباش کو اوّلیت دی۔ تقسیم ملک کے بعد وہ وقت تھا کہ جبکہ کثیر مسلمان جو ہندوستان میں رہ گئے تھے ان کے ساتھ اکثریتی فرقہ ایسے تعلقات بناتا کہ وہ پاکستان جانے والے اپنے بھائیوں کو بھول جاتے لیکن ہائے افسوس کہ ایسا نہیں ہوسکا تقسیم کے بعد ہی ہندوستان میں شدید قسم کے فرقہ وارانہ فسادات ہوئے۔ جو مسلمان یہاں رہے وہ ایک سے زائد مرتبہ اپنے اکثریتی بھائیوں کے ظلم وستم کا نشانہ بنے۔ پھر 1952 میں ہی بابری مسجد کے ایشوع کو دوبارہ چھیڑ دیا گیا۔ اگرچہ اس وقت عدلیہ نے یہی فیصلہ دیا کہ جو مذہبی مقدس مقام جس شکل میں اور جس طرح ہے اس کو ویسے ہی رہنے دیا جائے کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ بابری مسجد اور اس جیسی دیگر مساجد کو چھیڑا نہیں گیا۔ لیکن یہ آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی اور قریبا چالیس سال بعد انتہا پسندی کا ایسا دور آیا کہ بابری مسجد کو یہ کہہ کر کہ یہ رام جی کا جنم استھان ہے ایک اشتعال انگیز بھیڑ کو اکٹھا کر کے شہید کر دیا گیا۔ 92ء کا سال وہ بدقسمت سال ہے جس میں ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان نفرت کی خلیج وسیع تر ہوگئی اور مندر ومسجد کے نام پر انسانوں کو انسانوں سے لڑانے بھڑانے کی مذموم کوشش کی گئی۔ بابری مسجد کا معاملہ عدلیہ میں ہونے کی وجہ سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ جگہ مسجد ہے یا مندر ہے، اصل حقیقت کیا ہے یہ تو عدلیہ کے فیصلہ کے بعد ہی ہر دو فریق کو قبول کرنا چاہئے لیکن یہ کہاں کی شرافت ہے کہ اکثریت کے بل بوطے پر جلد بازی میں اشتعال انگیزی دکھائی جائے۔ بابری مسجد کے انہدام کے بعد پورے ملک میں منظم ڈھنگ سے فسادات پھیلے قتل وغارت ہوئی کئی لوگ بے گھر ہوگئے ہنستے ہنستے گھر بیواؤں اور یتیموں میں تبدیل ہوگئے۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان شکوک وشبہات اور نفرت وکٹر واد کی دیوار اونچی سے اونچی اور مضبوط سے مضبوط ہوگئی۔

میں بہت کچھ لکھا اور بولا گیا۔ اور چونکہ اس نظریہ سے اسلام اور مسلمانوں پر کاری ضرب لگتی تھی اس لئے ہندو انتہا

باقی صفحہ (16) پر ملاحظہ فرمائیں

ہمارے ایمانوں کو تقویت دینے کے لئے ایسی پیشگوئیاں بھی قرآن شریف میں موجود ہیں جو غیروں کا منہ بند کرنے کے لئے کافی ہیں

(اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ)

جماعت انگلستان اور ایم ٹی اے کے رضا کاروں کی خدمات پر خراج تحسین اور دعا کی تحریک

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۹/مئی ۲۰۰۳ء)

(لندن ۹ رمئی): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ لِلّٰہِ ...... الخ﴾(سورۃ المائدہ:۹) کی تلاوت کی اور فرمایا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صفات باری تعالیٰ پر جو خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا ہوا تھا میں بھی کوشش کروں گا کہ اسی کو فی الحال آگے چلاؤں۔حضور رحمہ اللہ تعالیٰ صفت خبیر کے بارہ میں بیان فرما رہے تھے۔حضور انور نے آیت کریمہ کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ افسوس ہے کہ آج مسلمان بہت سے احکامات کی طرح اس حکم کو بھی بھلا بیٹھے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں یا کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ باخبر نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر پاکستان میں بعض اخبارات نے جس گندہ دھنی اور غلاظت کی مثال قائم کی ہے اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔بہر حال پیشگوئیوں کے مطابق یہ ہونا تھا اور ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت ملتی ہے کہ خبیر خدا نے ان حالات کے بارہ میں پہلے ہی آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر دے دی تھی اور آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے یہ پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی پر مسلمانوں میں ایک تغیر کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد پیش کرنے کے بعد اپنے غانا میں قیام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں بعض غیر احمدی شرفاء اپنی زکوٰۃ ہمارے پاس لے آتے تھے کہ ہم جماعت کو یہ دیتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ جماعت جہاں خرچ کرے گی، صحیح مقصد کے لئے خرچ کرے گی اور اگر ہم نے اپنے علماء کو دی تو کوئی پتہ نہیں کیا ہو۔کیونکہ جب ان کو زکوٰۃ دی جاتی ہے تو وہاں ان کے اپنے مسائل اور بندر بانٹ شروع ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا یہ شکر ہے اور جتنا بھی ہم شکر کریں کم ہے اس پر حمد کے گیت گائیں کہ اس نے ہمیں ایک ایسے نظام میں ایک ایسی لڑی میں پرو دیا ہے جہاں خلیفۂ وقت کے سایہ تلے ہر آنے والی رقم کی ایک ایک پائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی سوچ سمجھ کر خرچ کی جاتی ہے۔

حضور انور نے صفت اَلْخَبِیْر کے ذکر پر مشتمل چند مزید آیات سورۃ الاسراء:۳۱،سورۃ الحج:۶۴،سورۃ الفرقان:۵۹ کی تلاوت اور ترجمہ کرنے کے بعد اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اب یہ قرآن کریم کا بیان صرف مومنین کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمارے ایمانوں کو تقویت دینے کے لئے ایسی پیشگوئیاں بھی قرآن شریف میں موجود ہیں جو غیروں کا منہ بند کرنے کے لئے بھی کافی ہیں اور ہر پاک دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ کتاب علیم و خبیر خدا کی طرف سے ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔قرآنی آیات کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے بعض ایجادات اور Radiation کے عذاب اور Atomic Warfare کی خبروں کا بھی ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بعض ایسی باتیں ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے بیان فرمائی تھیں اور آج سائنسی تحقیق نے ان کو اسی طرح ثابت کیا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کے زمانہ میں ظاہر ہونے والے بعض واقعات کے چند نمونے پیش فرمائے۔حضور ایدہ اللہ نے ''وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ'' والے الہام کی تفصیل بیان کی جس میں حضور علیہ السلام کو اپنے والد محترم کی وفات کی خبر دی گئی تھی۔حضورؑ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اس لئے یہ خیال گزرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا تو دوسرا الہام یہ بھی ہوا کہ ''الیس اللہ بکاف عبدہٗ''یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں کہ اس الہام کے ساتھ دل ایسا قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت زخم کسی مرہم سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔آپ نے اس الہام کی انگوٹھی بنوائی۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصے میں آئی اور آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد یہ انگوٹھی جو بھی خلیفہ ہو اس کو دی جائے اور یہ خلافت کا ہی ورثہ ہوگا میرا ذاتی ورثہ نہیں ہوگا تو اس کے بعد یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ملی۔حضور ایدہ اللہ نے اپنی انگلی کی زینت اس انگوٹھی کو دکھاتے ہوئے فرمایا کہ وہی انگوٹھی مجھے پہنائی گئی۔اللہ تعالیٰ خلافت کی یہ برکات ہمیشہ جاری رکھے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو دی جانے والی بعض معاندین کی ہلاکتوں کی خبروں میں جان الیگزنڈر ڈوئی کی ہلاکت کی خبر کا ذکر کیا اسی طرح کوریا کے متعلق بھی خبر کا ذکر کیا جو کہ ۱۹۰۴ء میں پوری ہوئی۔ پھر جماعت کے قیام اور ترقی کے بارہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبریں دی گئی ہیں ان میں سے بعض کا حضور انور نے ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آخر پر میں جماعت انگلستان اور یہاں کے مخلصین کی غیر معمولی خدمات پر ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔اس پیاری جماعت نے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہجرت کے دوران بے انتہا خدمت کی توفیق پائی۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے،جہاں تک میرا علم ہے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بھی آپ سے خوش ہی گئے ہیں۔پھر حضور رحمہ اللہ کی وفات پر جس نظم وضبط اور جس وفا اور اخلاص اور منجھے ہوئے کارکنان کی طرح تمام عہدیداران اور کارکنان نے حالات کو سنبھالا اور اندازے سے کئی گنا زیادہ مہمان آنے پر ان کو خوشی سے ہر سہولت جو اس موقعہ کی مناسبت سے دی جاسکتی تھی دی،یہ کوئی کم حیرت کی چیز نہیں،واقعی ہی حیرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی اس فدائی جماعت کے کاموں پر۔بہر حال جب نیت نیک ہو تو الٰہی تائیدات بھی شامل حال ہوتی ہیں اور ہر کارکن نے اس دوران الٰہی تائیدات کے نظارے بھی دیکھے۔

اب کثرت سے لوگوں کے خطوط آرہے ہیں کہ سارے منظم انتظام کا ہماری طرف سے جماعت انگلستان کو ایم ٹی اے کو شکریہ ادا کریں جو لوگ یہاں نہیں آسکے انہوں نے جس تفصیل سے اپنی دلوں کی تسکین کے سامان پائے اس پر دنیا بھر کے کروڑوں احمدی ایم ٹی اے کے کارکنان کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے نہ آنے والوں مجبوروں کو بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میری اطلاع کے مطابق بعض کارکنان مسلسل ازتالیس گھنٹے تک بھی ڈیوٹی دیتے رہے اور پھر تھوڑا سا آرام کرتے تھے۔یہ سب یقیناً ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔تمام جماعت کو میں ان تمام کارکنان کے لئے جنہوں نے انتظامی لحاظ سے خدمت کی دعا کی خصوصی درخواست کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے۔اور آئندہ بھی اسی وفا اور اخلاص کے ساتھ اسی طرح قربانیاں دیتے ہوئے یہ کام کرتے چلے جائیں۔آمین۔

★★★★★★★★★★★★★★★★★

اعلان نکاح

مکرم لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے مورخہ ۲۶ راپریل بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں عزیزم ثمر احمد خالد فاروقی سنوری صاحب اور عزیزہ ہما رحمان صاحبہ کے نکاح کا اعلان کیا۔یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت عہد خلافت کا سب سے پہلا نکاح تھا جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت شمولیت فرمائی۔

عزیزم ثمر احمد خالد فاروقی سنوری صاحب،مکرم شجر احمد صاحب فاروقی سنوری اور مکرمہ حامدہ فاروقی سنوری صاحبہ کے فرزند ہیں۔مکرم شجر احمد صاحب فاروقی مرکز میں مختلف خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔عزیزم ثمر احمد حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب سنوریؓ کے پڑنواسے ہیں۔

عزیزہ ہما رحمان صاحبہ،مکرم مرزا فضل الرحمان صاحب اور مکرمہ شمیم رحمان صاحبہ کی دختر ہیں۔مکرم مرزا فضل الرحمان صاحب ایسٹ لندن ریجن کے امیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے فریقین کے لئے بہت بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَطِعْ اَبَاكَ

اپنے باپ کی اطاعت کر

طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 مینگو لین کلکتہ 700001

دکان:: 248-5222'248-1652'243-0794

رہائش:: 237-0471'237-8468

قسط 2 آخری

تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ 19

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تربیت اولاد کی روشنی میں

((از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان))

(6)......بچوں سے محبت اور شفقت کا سلوک

سامعین! تربیت اولاد کے ضمن میں اب میں آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے اس پہلو پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جس کا تعلق بچوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے ہے۔ آپ مختلف انداز میں بچوں سے محبت و شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ کبھی آپ بچوں کا پیار سے بوسہ لیتے کبھی آپ اپنے دستِ مبارک سے ان کے گال کو تھپتھپا دیتے کبھی انہیں گود میں لیکر اپنے جسم مبارک سے لگا لیتے اور کبھی اپنی سواری پر بٹھا لیتے اور اس حال میں مدینہ میں داخل ہوتے کہ تین تین بچے آپ کی سواری پر بیٹھے ہوتے۔ مارنا تو دور کی بات ہے آپ نے پوری زندگی میں کبھی کسی بچے کو ڈانٹا تک نہیں۔ حضرت انسؓ بچپن سے آپ کی خدمت میں مامور تھے اور عرصہ دس سال آپ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت کی۔ آپ گواہی دیتے ہیں کہ آپکے کسی کام پر آنحضرت ﷺ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر آپ نے کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ جبکہ بشری تقاضا کے تحت آپ سے بھول چوک ہو بھی جاتی تھی۔ اب میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھ کر آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے اس پہلو کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ فی الحقیقت آپ بچوں سے بے حد محبت و شفقت کرتے تھے۔

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ ایک بار آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن دل میں میرے یہ تھا کہ میں حضور کے حکم کی بجا آوری کے لئے ضرور جاؤں گا۔ بہر حال میں چل پڑا اور بازار میں کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے میری گردن پکڑ لی۔ میں نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: انیس! جس کام کی طرف میں نے تجھے بھیجا تھا وہاں گئے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ انسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے نو سال تک حضور کی خدمت کی، مجھے علم نہیں کہ آپ نے کبھی فرمایا ہو کہ تو نے یہ کام کیوں کیا یا کوئی کام نہ کیا ہو تو آپ نے فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔

(مسلم کتاب الفضائل۔ باب کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقا)

☆...... ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حسن بن علی کو چوما تو پاس بیٹھے اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے کسی کو بھی نہیں چوما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا''

(بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو اس سے رحم کا سلوک کرتا ہے؟'' اس پر اس نے جواب دیا جی ہاں حضور۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تجھ پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تو اس بچے پر کرتا ہے کیونکہ وہ خدا ارحم الراحمین ہے'' (الادب المفرد للبخاری باب رحمۃ العیال)

☆...... سہل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ نہ بات کرے گا اور نہ انکو پاک ٹھہرائیگا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے فرمایا: - ایسا شخص جو اپنے والدین سے بیزار ہو اور ان سے بے رغبتی رکھتا ہو۔ اور ایسا شخص جو اپنی اولاد سے بیزار ہو۔ اور ایسا شخص جسے اس کی قوم نے نوازا تو اس نے ان کی نوازشات کی ناقدری کی ہو اور ان سے بے تعلقی کا اظہار کیا ہو۔ (مسند احمد بن حنبل)

☆...... حضرت عبد اللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچے بھی آپؐ کے استقبال کے لئے جاتے۔ ایک دفعہ جب آپؐ سفر سے آئے تو سب سے پہلے مجھے آپ تک پہنچایا گیا۔ آپ نے مجھے گود میں اٹھا لیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹوں امام حسنؓ یا امام حسین میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ ایک اونٹ پر ہم تین سوار تھے۔ (مسند احمد بن حنبل)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

اب اونٹوں کا زمانہ تو نہیں رہا لیکن بچوں کو پیار سے اپنے ساتھ بٹھانا، اگر سواری کرتے ہیں تو سواری میں بٹھا لینا، موٹر چلاتے ہیں تو موٹر میں گود میں بٹھا لینا یہ بھی سنت نبوی کے مطابق ہے۔ میں بھی بچوں میں اس سنت پر عمل کیا کرتا تھا اور موٹر چلاتے ہوئے اپنی بچیوں کو باری باری اپنی گود میں بٹھا لیا کرتا تھا''

☆...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اٹھا کر اپنی ایک ران پر بٹھا لیتے تھے اور حسن کو دوسری ران پر۔ پھر انہیں بھینچ لیتے اور یہ دعا کرتے:-

''اے اللہ تو ان دونوں پر رحم فرما۔ میں بھی ان سے رحم کا سلوک کرتا ہوں۔ (بخاری کتاب الادب)

☆...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک بچے کو لایا گیا تو آپ نے اسے بوسہ دیا اور فرمایا یہ جو بچے ہوتے ہیں یہ بخل اور بزدلی کا باعث ہوتے ہیں لیکن پھر بھی یہ اللہ تعالیٰ کے مہکتے ہوئے پودے ہیں۔

☆...... حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا آپ کو راستہ میں کچھ بچے ملے آپ نے ان بچوں کے گالوں پر ایک ایک کر کے ہاتھ پھیرا اور میرے گال پر بھی ہاتھ پھیرا میں نے آپ کے ہاتھ کی خنکی اور خوشبو کو محسوس کیا گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطر فروش کی پیٹی سے نکالا ہو۔

☆...... حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے گھر والوں پر رحم کرنے والا کوئی اور شخص نہیں دیکھا۔ آپ کے صاحبزادے ابراہیم کو دودھ پلانے کے لئے مدینہ کے مضافات میں رکھا گیا تھا۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تھے ہم بھی آپ کے ساتھ ہوا کرتے تھے آپ گھر میں داخل ہوتے گھر دھواں سے بھرا ہوتا کیونکہ صاحبزادہ ابراہیم کی دایہ لوہارن تھی۔ آپ اپنے صاحبزادے کو گود میں اٹھا لیتے اور بوسہ دیتے اور پھر واپس آ جاتے۔

(7)......بچوں سے رحم کا سلوک ان کی اچھی تربیت اور بہتر نشو نما کا خیال رکھنا

تربیت اولاد کے ضمن میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَا دَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا

ترجمہ:: اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا بہت بڑی خطا ہے۔

سامعین! دنیا میں لاکھوں لوگ ہیں جو محض بخل کی وجہ سے اور کنگال ہو جانے کے ڈر سے اولاد کی جسمانی و روحانی قتل کا موجب بن جاتے ہیں۔ مثلاً بخل کے باعث انہیں مناسب خوراک جو ان کی بہتر نشو نما کے لئے ضروری ہے نہیں دیتے۔ موسم کی مناسبت سے موزوں لباس مہیا نہیں کرتے جس سے بچے بیمار ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ بچوں کا جسمانی قتل ہے۔ اور بخل کے باعث بہتر تعلیم نہ دلانا جس کے نتیجہ میں بچے بہتر آداب اور اخلاق کے زیور سے آراستہ ہو کر ملک اور قوم کا بہترین سرمایہ بنیں ان کے روحانی قتل کے مترادف ہے۔ پس اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان کی بہتر نشو نما کا خیال نہ کرنا ان کو قتل کر دینے کے برابر ہے اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے یہ عظیم گناہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے:-

☆...... حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ابو سفیان بڑا کنجوس آدمی ہے وہ مجھے اتنا نہیں دیتا جو میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو سوائے اس کے کہ میں اس کے پاس سے اس کی لاعلمی میں کچھ لے لوں تو آپ نے فرمایا اپنے لئے اور اپنے بیٹے کے لئے جتنا کافی ہو جائے اتنا مناسب رنگ میں لے لیا کرو۔ (متفق علیہ)

☆...... حضرت ایوب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-

اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلہ)

☆...... حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنے بچے کی بہتر رنگ میں تربیت کرتا ہے تو اس کے لئے اس چیز سے بہتر ہے کہ وہ ایک صاع صدقہ کرے۔

☆...... حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں اس نے مجھ سے کچھ مانگا میرے پاس اس وقت ایک کھجور تھا وہی میں نے اسے دے دیا اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں لڑکیوں کے درمیان بانٹ دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد وہ اٹھ کر چلی گئی۔ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ آپؐ سے بیان کیا آپ نے فرمایا جو شخص ان بچیوں کی وجہ سے کسی طرح بھی آزمائش میں ڈالا جائے اور وہ ان بچیوں کی اچھے رنگ میں پرورش کرتا ہے تو یہ بچیاں اسے آگ سے بچانے کا باعث بن جاتی ہیں۔

☆...... ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:-

مَنْ كَانَتْ لَهُ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کوئی لڑکی عطا کرے اور وہ (اس کی تعلیم و تربیت کی طرف سے غافل ہو کر) اسے زندہ در گور نہ کردے اور اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے اور اپنی نرینہ اولاد کو اس پر ترجیح نہ دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

☆......ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور نہ بڑوں کی عزت کرتا ہے۔ (ترمذی)

☆......ایک اور روایت میں آتا ہے حضرت ابن سرح بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

☆......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بدو آیا اور کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بچوں کو چومتے ہیں ہم تو انہیں نہیں چومتے۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہو تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

☆......بچوں کے تئیں آنحضرت ﷺ کی محبت و شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے خادم کے گھر جا کر اس کی بیمار پرسی کرتے اور اس کو اپنے لئے عار نہیں سمجھتے۔ ایک یہودی لڑکا جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار پڑ گیا تو آپ نے اس کے گھر جا کر اس کا حال دریافت کیا اور اس کی دلجوئی کی۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بچہ ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سرہانے کھڑا ہے اور تورات پڑھ رہا ہے آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی! میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی بتاؤ کیا تورات میں میری خوبیاں اور میری صفات اور میرے مبعوث ہونے کی جگہ تُو پاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو وہ نوجوان یعنی آنحضرت ﷺ کا خادم کہنے لگا ہاں ہاں خدا کی قسم یا رسول اللہ ہم تورات میں یقیناً آپ کی خوبیاں آپ کے اوصاف اور آپ کے مبعوث ہونے کی جگہ کا ذکر پاتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اس شخص کو اس کے سرہانے سے ہٹاؤ اور اپنے بھائی کی دیکھ بھال کرو۔

دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال درجہ کے رحم نے پسند نہیں فرمایا کہ آپ کا خادم اپنے باپ کے بہکاوے میں آکر یہودیت پر قائم رہے لہذا آپ نے بے جھجک اس کے باپ کے سامنے دوٹوک فیصلہ صادر فرمایا اور اپنے خادم کو اسلام کی سعادت عطا فرمائی اور دوزخ کی آگ سے بچالیا۔

(8)......بچوں کے دوستوں کا انتخاب

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

''آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔''

(ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی اخذ المال حقہ)

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

''بہترین چیزیں جو انسان اپنی موت کے بعد پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ تین ہیں۔ (1) نیک اولاد جو بعد میں اپنے ماں باپ کے لئے دعاگو ہو۔ (2) صدقہ جاریہ جس کا ثواب ہمیشہ اسے پہنچتا رہے۔ (3) اور ایسا علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا رہے

☆......حضرت ایوب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

''اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے'' (ترمذی ابواب البر والصلہ۔ ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

''بچپن ہی سے بچوں کے دوستوں پر نظر رکھنی بہت ضروری ہے۔ بعض لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ ماں باپ کو دکھائی دیتا ہے کہ کس قسم کے دوست ہیں۔ اگر بچے کے دوست اچھے ہوں گے تو بچہ بھی ضرور اچھی تربیت پائے گا۔ اس لئے آپ اس بات کا خیال رکھا کریں کہ اگر بچے کے غلط دوست دیکھیں تو پھر ان دوستوں سے بچوں کا تعلق توڑنے کی کوشش کریں''

((9))......واقفین نو اور والدین کی ذمہ داریاں

تقریر کے آخر میں خاکسار ہمارے پیارے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک وقف نو کے حوالہ سے والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ خاکسار نے سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں اوپر چند احادیث اور واقعات پیش کر کے تربیت اولاد کے تعلق سے آپ کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جو تمام احمدی والدین کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے لیکن واقفین نو کے والدین جنہوں نے اپنے بچوں کو ان کی پیدائش سے پہلے ہی وقف کردیا ہے ان کی ذمہ داری سب سے زیادہ بنتی ہے کہ وہ ایسے واقفین کو اپنے امام کے حضور میں پیش کریں جن کی زندگیاں اوروں کی نسبت بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کی پیروی میں ڈھل رہی ہوں۔

اس مضمون کو اس موقع پر پیش کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 1987ء میں اس مبارک تحریک کا آغاز فرمایا تھا اس لحاظ سے جن والدین نے اپنے بچوں کو 1987 میں وقف کیا تھا ان کی عمر سن 2002 میں پندرہ سال کی ہو چکی ہے۔ یعنی وہ ابتدائی بچے اب اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ رہے ہیں اور ان کے پیچھے بڑی تیزی سے واقفین نو بچوں کی ایک بھاری تعداد جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے لئے تیار ہو رہی ہے یہ وہ بچے ہیں جن کو واقفین نو کے ماں باپ نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ کے نام پر اسلام و احمدیت کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عہد کیا تھا اور یہ وہ بچے ہیں جن کی بھاری اکثریت آئندہ زمانہ میں اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلنے والی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم دسمبر 1989ء میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ ان واقفین نو بچوں پر آئندہ 20 سال میں عظیم ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ چنانچہ یہ 20 سال بھی 1909ء میں ختم ہونے والے ہیں۔ اور حالات یہ بتاتے ہیں کہ بکثرت نومبائعین کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے سے ایسی ذمہ داریوں کا دور اب شروع ہو چکا ہے۔ اس لحاظ سے میں اس موقع پر واقفین نو بچوں کے والدین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ جہاں ان کی جسمانی ضروریات اور دنیاوی تعلیم کا دھیان دیں وہیں ان کی دینی تعلیم اور روحانی ماحول میں پرورش پانے کا خصوصی خیال رکھیں تاکہ ہم اپنے گھروں میں پلنے والی ان امانتوں کو اللہ کے خلیفہ کے حضور میں باحسن طریق پیش کر کے دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کریں۔

اب آخر پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اقتباس پیش کر کے میں اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں:-

''میں جماعت کے اس حصے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کریں۔ بچے تیار کرنا خدا کی خاطر، اس سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے جتنا عید پر قربانی کے لئے لوگ جانور تیار کرتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے ملک میں تو یہ رواج ہے کہ بعض لوگ دوسری نیکیاں کچھ کریں یا نہ کریں، نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں، لیکن عید کی قربانی کے لئے مینڈھا بڑے پیار سے پالتے ہیں اور بہت بہت اس پر خرچ کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے مزدور بھی ہیں جو اپنے بچوں کا پیٹ پوری طرح پال نہیں سکتے لیکن اپنے مینڈھے کو چنے ضرور کھلائیں گے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی راہ میں ان کرنے کے لئے پیش کرنا ہے اور پھر اسے سجاتے ہیں اور اس پر کئی قسم کے زیور ڈالتے ہیں پھول چڑھاتے ہیں اس کو مختلف رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ قربانی کے لئے لیکر جاتے ہیں تو بہت ہی سجا کر جس طرح دلہن جا رہی ہو اس طرح وہ سجا کر لے جاتے ہیں۔

یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہئے جتنی محبت سے خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے۔ ان کا زیور کیا ہے وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ ہی سے یہ سجائے جائیں گے اس لئے سب سے زیادہ اہمیت اس بات کی ہے کہ ان واقفین نو کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجے میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو۔ اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر دیں کہ پھر یہ آپ کے ہاتھ میں کھیلنے کی بجائے براہ راست خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پیارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور آپ کے اسوۂ حسنہ نیز آپ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء عظام کے زرّیں ارشادات کی روشنی میں تربیت اولاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ❀❀

﴿اعلان نکاح﴾

میرے لڑکے محمد نجم۔ مدین کا نکاح ہمراہ عزیزہ سبعۃ القدوس صاحبہ بنت مکرم محمد مسعود احمد صاحب ساکن فلک نما حیدرآباد بتاریخ 23 فروری 2003 کو محترم محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید بیرون نے پڑھا۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد شمس الدین حیدرآباد)

PRIME AUTO PARTS

House of Genuine Spares

Ambassador & Maruti

P, 48 PRINCEP STREET

CALCULTTA - 700072 ●2370509

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق فاضلہ کے آئینہ میں

قسط 2 آخری

(تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس وقف جدید و ناظم دار القضاء بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 1975ء)

تسلسل کیلئے دیکھیں شمارہ 19

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس سالہ معصوم زندگی

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے کیا معصوم رکھا تھا کہ باوجودیکہ آپؐ کے تمام رشتہ دار اور اقربا اور ہم قوم اِس خبیث چیز (شراب - ناقل) کے استعمال میں مستغرق تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ابتدائی ۴۰ سالہ زندگی انہی لوگوں میں بسر کی تھی۔ مگر کسی کا اثر آپؐ پر نہ ہوا۔ گویا روزِ اوّل ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپکو معصوم بنایا تھا۔ اور یہ آپکی فطرتِ سلیم کی اور عصمت کی ایک خاصی دلیل ہے۔''

(الحکم ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر حضور نبی اکرم صلعم کی زندگی کے ایک اہم واقعہ کا بذریعہ الہام انکشاف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں: یہ سب مضمون ابو طالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے۔ مگر یہ تمام عبارت (جسمیں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے) الہامی ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اِس عاجز کی طرف سے ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۴، ۱۹ متن حاشیہ)

''جب یہ آیتیں اُتریں کہ مشرکین رجس ہیں پلید ہیں۔ شر البریۃ ہیں۔ سُفہا ہیں اور ذرّیتِ شیطان ہیں اور اُن کے معبود وقود النار اور حطب جہنم ہیں تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے! اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے۔ اور قریب ہے کہ تجھے ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تو نے اُن کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا۔ اور اُنکے بزرگوں کو شر البریہ کہا اور اُن کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم اور وقود النار رکھا اور عام طور پر اُن سب کو رجس اور ذرّیت شیطان اور پلید ٹھیرایا۔ میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا۔ ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا۔ یہ دشنام دہی نہیں ہے۔ بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ میں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا۔ اگر تجھے اپنی کمزوری کا خیال ہے تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دست بردار ہو جا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں۔ میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر میں اسی راہ میں مارا جاؤں۔ تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہوکر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں۔ بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دُکھ اُٹھاؤں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھکر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ میں تیری اِس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا۔ تو اور ہی رنگ اور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں۔ جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دونگا۔''

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا کرشمہ

دعوائے نبوت سے قبل خدا تعالیٰ کی عبادت اور دعاؤں میں آنحضرت صلعم اپنی زندگی کے قیمتی لمحات صرف فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح دعوائے نبوت کے بعد تو فریضۂ نبوت کی بجا آوری کے لئے آپ کا اصل حربہ ہی دعا تھا۔ اِن دعاؤں کے کرشمہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوگئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا۔ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اللھم صل وسلم وبارک علیہ والہٖ وھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔ آمین

(برکات الدعا صفحہ ۵)

ہجرت نبوی صلعم کا دردناک واقعہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دردناک واقعہ کی یاد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قلبی حالت کو اس طرح منظوم کلام میں پیش فرمایا ہے۔

تَذَكَّرْتُ يَوْمًا فِيهِ أُخْرِجَ سَيِّدِي

فَفَاضَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ مِنِّي بِمُنْتَدِي

یعنی۔ مجھے وہ دن یاد آیا جس میں میرے سید و مولیٰ مکہ سے نکالے گئے تھے تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

اِس واقعہ کو حضور نے یوں قلمبند فرمایا ہے:۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اُٹھائیں اور وہ دکھ دیکھے کہ بجز اُن برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص اُن دکھوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کر کے موت کے قریب کر دیا۔ اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اِس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اِس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اِس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپؐ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابوبکر تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صد ہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا۔ مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر گئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہوکر مکّہ کو مخاطب کر کے کہا:۔

''اے مکّہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن تھا۔ اگر میری قوم مجھکو تجھ سے نہ نکالتی تو میں ہرگز نہ نکلتا''

تب اُس وقت بعض پہلے نوشتوں کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ ''جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ اِس مصیبت کی حالت میں آنحضرت صلعم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازوں کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانیکی کچھ تفتیش نہ کریں اور اس کو رسول اللہ صلعم سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

ہر کس بہر کسے سر ندہد جاں نفشاند

عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

سو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس وفادار اور جاں نثار عزیز کو اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد اُن نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر ڈالیں۔ اُس وقت اور اُس مصیبت کے سفر میں بجز ایک با اخلاص اور یکرنگ اور دلی دوست کے اور کوئی انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ تھا۔ ہاں ہر وقت اور نیز اِس پُرخطر سفر میں وہ مولیٰ کریم ساتھ تھا۔ جس نے اپنے اِس کامل وفادار بندہ کو ایک عظیم الشان اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا تھا۔ سو اُس نے اپنے اس پیارے بندہ کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرفات اِس راہ میں دکھلائے۔ جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت صلعم کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو

خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورہ یٰسین میں اِس کا ذکر کیا ہے۔ ان سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ اللہ جلشانہٗ نے اپنے نبی کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دیدئے۔ اور اِسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا۔ جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بددعا سے اُس کے گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفوِ تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا۔

(چشمہ معرفت و سرمہ چشم آریہ)

نبوت کی علّتِ غائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

وہ زمانہ جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جسکی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی اور جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی اور اُن تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں اور پھر اُس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں پر لا الہ الا اللّٰہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی علّتِ غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کی اُس کو ایسے کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔ آج صفحۂ دنیا میں وہ ہستی جس کا نام توحید ہے بجز اُمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑہا مخلوق کو واحدانیت پر قائم کرتی ہو اور کمال تعلیم سے اُس سچے خدا کی طرف راہبر ہو۔ ہر ایک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنالیا اور مسلمانوں کا وہی خدا ہے۔ جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدّل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ: ۱۲۱ تا ۱۲۵)

آنحضرت صلعم کی مکّی زندگی میں اخلاقِ جمالی کا کامل نمونہ

اِس ضمن میں حضور کی متعدد تحریرون کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو اُن کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اُٹھتا ہے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو قریب تھا کہ خودکشی کر لیتا۔ ہمیں تو اُن کا ہزارواں حصہ بھی پیش نہیں آئے۔ آنحضرت صلعم کو اپنے دعوائے نبوت پر باوجود پیدا ہوجانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہوجانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت قدم اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بالکل مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہوجانا وہم میں بھی نہیں گذرتا ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے گھر اور اسباب تباہ و برباد ہوگیا۔ بار ہاز ہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے۔ جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے۔ ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اُٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ مگر اُس کو ذرا بھی جُنبش نہیں دے سکے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لحہ سُست اور غمگین نہ ہوا۔ وہ مشکلات اُس کے ارادہ کو تبدیل نہ کر سکیں۔ بعض لوگ غلط فہمی سے کہہ اُٹھتے ہیں کہ آپ تو خدا کے حبیب مصطفٰے اور مجتبٰے تھے پھر یہ مصیبتیں اور مشکلات کیوں آئیں۔ میں کہتا ہوں کہ پانی کے لئے جب تک زمین کو نہ کھودا جائے اُس کا جگر نہ پھاڑا جائے۔ وہ کب نکل سکتا ہے۔ کتنے ہی گز گہرا زمین کو کھودتے چلے جاتے ہیں۔ تب کہیں جا کر خوشگوار پانی نکلتا ہے۔ جو مایۂ حیات ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لذت جو خدا تعالیٰ کی راہ میں استقلال اور ثباتِ قدم دکھانے سے نہیں ملتی جب تک اِن مشکلات اور مصائب میں سے ہو کر انسان نہ گزرے۔ وہ لوگ جو اس کوچہ سے بے خبر ہیں۔ ان مصائب کی لذت سے کیا آشنا ہو سکتے ہیں اور کب اسے محسوس کر سکتے ہیں۔ اُنہیں کیا معلوم کہ جب آپکو کوئی تکلیف پہنچتی تھی۔ اندر سے ایک سرور اور لذت کا چشمہ پھوٹ نکلتا تھا اور خدا تعالیٰ پر توکل اُس کی محبت اور نصرت پر ایمان پیدا ہوتا تھا۔"

(الحکم ۳۰ رجون ۱۹۰۱ء صفحہ: ۲)

آنحضرت صلعم کی مدنی زندگی میں اخلاق جلالی کا کمال

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد ہی مکارم اخلاق کی تکمیل قرار دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضور کے حق میں فرمایا ہے "انک لَعلیٰ خُلُقٍ عظیم" یعنی تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے۔ عرب کے محاورہ میں اُس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اِس درخت میں حاصل ہیں۔ ایسا ہی اِس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفسِ انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھکر ممکن نہیں۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۹ حاشیہ در حاشیہ)

جب آنحضرت صلعم پر دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اُس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھکر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ اُن کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا۔ اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق کو دیکھکر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو۔ یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپکے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دور ہوگئے آپ کا بڑا بھاری خلق جسکو آپ نے ثابت کر کے دکھا دیا وہ خلق تھا۔ جو قرآن مجید میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنی اُن کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اُس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اُس کے بندوں کو آرام دینے کے لئے تا میرے مرنے سے اُنکو زندگی حاصل ہو۔ اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اُٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور اُن کے جور و جفا اُٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ. فَلَا تَذْھَبْ نَفْسُکَ عَلَیْھِمْ حَسَرَاتٍ. کیا تو اِس غم اور سخت محنت میں جو لوگوں کے لئے اُٹھا رہا ہے۔ اپنے تئیں ہلاک کر دیگا اور کیا اُن لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دیدیگا۔ آپکے اخلاق کا کمال یہاں تک ہے کہ اگر کوئی بڑھیا بھی آپ کا ہاتھ پکڑتی تھی۔ تو آپ کھڑے ہو جاتے تھے اور اُس کی باتوں کو نہایت توجہ سے سنتے تھے اور جب تک وہ خود آپکو نہ چھوڑتی آپ نہ چھوڑتے تھے اور حضور نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے منافق کا جنازہ پڑھ دیا۔ بلکہ اپنا مبارک کرتا بھی دیدیا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے ہجرت کی اور پھر فتح مکہ کا موقعہ ملا۔ تو اُس وقت اُن تکالیف اور سختیوں کا خیال کر کے جو مکہ والوں نے تیرہ سال تک آپ پر اور آپ کی جماعت پر کی تھیں۔ آپکو حق پہنچتا تھا کہ قتل عام کر کے مکہ والوں کو تباہ کر دیتے اور اس قتل میں کوئی مخالف بھی آپ پر اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اُن کی تکالیف کے لئے وہ واجب القتل ہو چکے تھے۔ اس لئے اگر آپ میں قوتِ غضبی ہوتی تو وہ بڑا عجیب موقعہ انتقام کا تھا کہ وہ سب گرفتار ہو چکے تھے۔ مگر آپ نے کیا کیا۔ آپ نے اُن سبکو چھوڑ دیا اور کہا لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ مکّہ کے مصائب اور تکالیف کے نظارہ کو دیکھو کہ قوت و حالت کے ہوتے ہوئے کس طرح پر اپنے جانستان دشمنوں کو معاف کیا جاتا ہے۔ یہ ہے نمونہ آپ کے اخلاق فاضلہ کا جسکی

نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ: ۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت احیاء و اصلاح

قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں

اُس ذاتِ کامل الصفات نے دکھلایا جس کا نام نامی محمد ہے صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ سارا قرآن اوّل سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسول اُس وقت بھیجا گیا تھا کہ جب تمام قومیں دنیا کی روح میں مر چکی تھیں اور فسادِ روحانی نے برّ و بحر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس رسول نے آکر نئے سرے سے دنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا۔ اگر کوئی منصف فکر کرے کہ جزیرہ عرب کے لوگ اوّل کیا تھے اور پھر اس رسول کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے اور کیسی اُنکی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی اور کس صدق وصفا سے اُنہوں نے اپنے ایمان کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کے چھوڑنے اور اپنے مالوں اور اپنی عزتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے سے ثابت کر دکھلایا۔ تو بلاشبہ اُن کی ثابت قدمی اور انکا صدق اور اپنے پیارے رسول کی راہ میں اُنکی جانفشانی ایک اعلیٰ درجہ کی کرامت کے رنگ میں اُس کو نظر آئے گی۔ وہ پاک نظر اُن کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے۔ اور اُنہوں نے فنافی اللہ ہو کر صدق اور راستبازی کے وہ کام دکھلائے جسکی نظیر کسی قوم میں ملنا مشکل ہے۔ اور جو کچھ اُنہوں نے عقائد کے طور پر حاصل کیا تھا۔ وہ یہ تعلیم نہ تھی کہ کسی عاجز کو خدا بنایا جائے۔ یا خدا تعالیٰ کو بچوں کا محتاج ٹھیرایا جائے۔ بلکہ اُنہوں نے حقیقی خدائے ذوالجلال جو ہمیشہ سے غیر متبدل اور حیّ و قیوم اور ابن اور اب ہونے کی حاجات سے منزہ اور موت اور پیدائش سے پاک ہے بذریعہ اپنے رسول کریم کے شناخت کر لیا تھا اور وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند مینار پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر ایک نے ایک تازہ زندگی پالی تھی اور اپنے ایمانوں میں ستاروں کی طرح چمک اُٹھے تھے۔ سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا۔ جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھائی اور ایک زمانہ دراز کے مردوں اور ہزاروں برسوں کے عظم رمیم کو زندہ کر دکھلایا اُس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے ثابت کر دکھلایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں میں سے نکل آیا اور بشارت وَرَئَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً ۔ تمام جزیرہ عرب پر اثر انداز ہو گئی اور پھر اس قیامت کا نمونہ صحابہؓ تک ہی محدود نہ رہا۔ بلکہ اس خداوند قادر و قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا۔ ہمیشہ کے لئے جاودانی برکتیں اُس کے سچے تابعداروں میں رکھ دیں اور وعدہ کیا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اُس کامل انسان کے صحابہؓ کو دیا گیا تھا۔ آنے والے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملے گا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ: ۲۰۴ تا ۲۰۸)

فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

یوں تو آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ مگر رعایت وقت کے مدّ نظر صرف چند کا ذکر کیا جاتا ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے شریک و مساوی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اسجگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں۔ چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔'' (براہین احمدیہ صفحہ سوئم صفحہ: ۲۴۲)

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا۔ نہ ہر جگہ حلم پسند تھا نہ ہر مقام پر غضب مرغوب خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کو ملحوظ رکھنا طبیعت مبارک تھی۔ سو قرآن شریف بھی اس طور میزان و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت اور رحمت وشفقت و نرمی و درشتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ: ۱۸۰ حاشیہ ۱۱)

''خدا تعالیٰ پاک الہام کو اُن ہی ایمانداروں کو عطا کرتا ہے۔ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور صدق و اخلاص سے اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو یہ الہام یعنی یہودیوں عیسائیوں، آریوں، برہموؤں وغیرہ کو ہرگز نہیں ہوتا۔ (براہین احمدیہ حصہ سوئم صفحہ: ۲۱۶ حاشیہ ۱۱)

''میں سچ سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ جو اعلیٰ درجہ کے تزکیۂ نفس پر ملتے ہیں۔ جبتک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اُس کا ثبوت خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ اور خدا تعالیٰ کے اِس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل میں ہوں۔''

(الحکم ۷ استمبر ۱۹۰۱ء صفحہ: ۲-۱)

تمام انبیا علیہم السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان

''یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے اور ہر ایک رسول اُس عالی جناب کا ممنون منت ہے جسکو خدا نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جسکی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔ جن سے اُن نبیوں کی نبوت میں یقین کرنے سے ایک راستہ کھلتا ہے اور اُن کی نبوتیں شکوک وشبہات سے محفوظ رہتی ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوئم صفحہ: ۲۶۱ حاشیہ در حاشیہ ۱۱)

جامع الکمالات نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

''سب انبیاء علیہم السلام کے وصفی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے۔ کیونکہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالاتِ متفرقہ اور خصائلِ مختلفہ کے جامع تھے۔ اور اسی طرح جیسے تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات آپکو ملے۔ قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے۔ چنانچہ فرمایا فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ... مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ ایسا ہی ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ تمام نبیوں کی اقتدا کر۔''

(الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ: ۳)

روحانی زندگی کے جاودانی چشمے آپکے طفیل دنیا میں جاری ہوئے

''زندہ نبی وہی ہو سکتا ہے جس کے برکات و فیوض ہمیشہ کے لئے جاری ہوں۔ اور یہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک کبھی بھی مسلمانوں کو ضائع نہیں کیا۔ ہر صدی کے سر پر اُس نے کوئی آدمی بھیج دیا۔ جو زمانہ کے مناسب حال اصلاح کرتا رہا یہاں تک کہ اِس صدی پر اُس نے مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اِس حیات النبی صلعم کا ثبوت دوں۔''

(الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّلین و آخرین پر سرداری کی دلیل''

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو سلسلۂ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی۔ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں وہی نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفٰے و احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے۔ جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔''

(سراج منیر صفحہ ۷۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ زندگی کے دلائل

''حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

''خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اِس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں زمین و آسمان کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسُول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
کلکتہ
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

نئے سرے سے مُردے زندہ ہو رہے ہیں۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آرہے ہیں۔ غیب کے چشمے نکل رہے ہیں۔''

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۶)

''آپکی تائیدات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کر کے خدا تعالیٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں۔ فوق العادت خوارق اُن سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے اُن سے باتیں کرتے ہیں۔ دعائیں اُن کی قبول ہوتی ہیں۔ اُن کا نمونہ ایک میں ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔''

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۵)

''پھر آپؐ نے وہ معارف وحقائق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ وحیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک وکامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی جسکی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جسکے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ قرآن شریف کتاب وہ لائے جسکے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا۔

اُمی و درعلم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

(الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بلند ترین مقام

''اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبی معصوم دنیا میں آیا اور بت پرستوں سے اُس نے نجات دی۔ یہی وہ راز ہے کہ ہر درجہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن احسانوں کے معاوضہ میں ملا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔''

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ملے کہ اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپ نے آکر کیا کیا تو انسان وجد میں آکر اللھم صل علی محمد کہہ اُٹھتا ہے... یہ خیالی اور فرضی بات نہیں۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا۔ ورنہ کیا بات تھی کہ کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی۔ پوری کامیابی پوری تعریف کے ساتھ یہی ایک انسان دنیا میں آیا جو محمد کہلایا صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔'' (الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں قبولیت دعا و دیگر برکات کا فیضان

''قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں اوّل اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ دوم یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا سوئم موہبتِ الٰہی۔ اِس خصوص میں حضرت مسیح موعودؑ کا اتباع نبوی صلعم کے بارہ میں ایمان افروز اظہار ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔ ''میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اِس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے۔ وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیا داروں کے رنگ میں بلکہ خادم دین کے طور پر بناوے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اپنی خودنمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے۔ نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اس راہ میں خاک میں مل جائے۔ تو اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مکالمات الٰہیہ عربی فصیح بلیغ میں اُس سے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ حدیث النفس نہیں ہوتا۔''

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۰)

''آپ کے برکات وفیوض کا سلسلہ لا انتہا اور غیر منقطع ہے اور ہر زمانہ میں گویا اُمت آپ کا ہی فیض پاتی ہے اور آپ ہی سے تعلیم حاصل کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبوب بنتی ہے۔''

(الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

''اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ آئے ہوتے اور قرآن مجید نازل نہ ہوا ہوتا۔ تو ہمارے لئے یہ امر بڑا مشکل ہوتا کہ جو فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور دوسرے گذشتہ نبی (علیہم السلام) فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں۔ جنکو خدا تعالیٰ نے اپنے لطفِ خاص سے اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لیکر مسیح تک تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے اور ہر ایک رسول اُس عالی جناب کا ممنون منت ہے۔ جنکو خدا تعالیٰ نے وہ کامل اور مقدس کتاب عنایت کی جسکی کامل تاثیروں کی برکت سے سب صداقتیں ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں جن سے ان نبیوں کی نبوت پر یقین کرنے سے ایک راستہ نکلتا ہے۔ اور اُنکی نبوتیں شکوک وشبہات سے محفوظ رہتی ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوئم صفحہ ۲۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

ہر مدح وثنا کے حقیقی مصداق

''ہر ایک مدح وثنا جو کسی مومن کے الہامات میں کی جائے وہ حقیقی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے۔''

(براہین حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۳)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ اس معیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور کل جماعت آپکی آگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں کہا۔ بلکہ کہا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ۔ اس میں کیا سِرّ تھا۔ کہ انہوں نے اپنے ہی ساتھ معیت کا اظہار کیا۔ اسمیں یہ راز ہے کہ اللہ جامع جمیع شیوں کا ہے اور اسم اعظم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی جماعت کے ساتھ اسم اعظم کی معیت مع تمام صفات کے پائی جاتی ہے۔ اِس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علوِ مدارج کا اظہار مقصود ہے۔''

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کا دخل

''افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہو جائے۔ وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت میں پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں اُن کا وارث ٹھہرتا ہے۔''

(براہین حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت کی تاثیر

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت گناہوں کے لئے تریاق ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق اور محبت اور اطاعت سے آپکی پیروی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ تب اُس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہو جاتا ہے وہ الٰہی نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے۔ تب چونکہ ظلمت اور نور کی باہم منافات ہے اور پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اُس سے ظاہر ہوتی ہیں اور اُس کے ہر عضو میں سے محبت الٰہی کا نور چمک اُٹھتا ہے۔ تب اندرونی ظلمت بکلی دور ہو جاتی ہے اور علمی رنگ سے بھی اُس میں نور پیدا ہو جاتا ہے۔ آخر ان نوروں کے اجتماع سے گناہ کی تاریکی بھی اُس کے دل سے کوچ کرتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ نور اور تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ایمانی نور اور گناہ کی تاریکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی اور اگر ایسے شخص سے اتفاقاً کوئی گناہ ظہور میں نہیں آیا تو اس کو اس اتباع سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آئندہ گناہ کی طاقت اُس سے مسلوب ہو جاتی ہے۔ اور نیکی کرنے کی طرف اُس کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ صفحہ ۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل خدا تعالیٰ کا قول وفعل تھا

قول کی نسبت یہ آیت ہے مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی یعنی اس نبی کا قول بشری ہوا و ہوس کے چشمہ سے نہیں نکلتا بلکہ اِس کا قول خدا کا قول ہے پھر اس کے مقابل پر دوسری آیت ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی جو کچھ تو نے چلایا تو نے نہیں چلایا۔ بلکہ خدا نے چلایا۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے افعال خدا کے افعال ہیں۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ صفحہ ۵)

حضور کی شفاعت کی تاثیرات

''آپ کی شفاعت ہی کا اثر تھا کہ آپؐ نے غریب صحابہؓ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا۔ ایسے موحد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی اور آپؐ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ ابتک آپکی پیروی کرنے والے خدا تعالیٰ کا سچا الہام پاتے ہیں۔ خدا اُن سے ہم کلام ہوتا ہے.... ہمارے سید ومولیٰ کی شفاعت پر اس سے بڑھکر اور زبردست شہادت کیا ہوگی کہ ہم اس

جناب کے واسطے جو کچھ خدا سے پاتے ہیں ہمارے دشمن وہ نہیں پا سکتے۔" (ریویو آف ریلیجز جلد ۱)

اِس لئے نوعِ انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسولؐ اور شفیع نہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اُس جاہ و جلال کے نبیؐ کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح صفحہ:۱۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمدردی بنی نوع انسان کا کامل نمونہ پیش کیا

"ہمدردی میں ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اِس لئے کہ آپ کل دنیا کے لئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور ہمیشہ کے لئے نبی تھے۔ اِس لئے آپکی ہمدردی بھی کامل ہمدردی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَفْسَکَ اَلّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِینَ." (الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ:۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں آنحضرت صلعم کا مقام خاتم النبیین اور اُسکی حقیقت

حضور فرماتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا۔ جس طرح وہ ختم نبوت مانتے ہیں۔ اس طرح پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ابوّتِ جسمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نفی کی ہے۔ اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہوا۔ تو پھر کیا آپکو ابتر مانیں گے۔ ایسا ماننا تو کفر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی ابوتِ روحانی کا سلسلہ جاری ہے۔ جیسا کہ لفظ لاکن ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو نبوت و رسالت ہو تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے ہوگی۔ نیز ختم نبوت کے یہ معنے بھی ہیں کہ جمیع کمالات نبوت رسالت آپ پر ختم ہو گئے اور جیسے بادشاہ کی مہر کے بغیر کوئی فرمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر کوئی نبوت سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ. محبت کے کیا معنی ہیں؟ کیا یہی کہ وہ کور (یعنی اندھے) رہیں یہ کیسی محبت ہے۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اب یہ نبوت ختم ہوگئی۔ تو یہ نبوت اس طرح ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل تعریف نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہؐ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دئے گئے ہیں اور اِس طرح پر طبعًا آپ خاتم النبیین ٹھہرے ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات۔ وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں پہلے آئے ہیں۔ وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔ اس جگہ پر یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقینی معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے اور اُن کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اِس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں ہے۔ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اُنہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے۔ اور اُس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے۔ مگر ہم بصیرتِ تام سے۔ (جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اِس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے۔ ایک خاص لذت پاتے ہیں۔ جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز اُن لوگوں کے جو اِس چشمہ سے سیراب ہوں دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اِس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آکر اُس کا کمال ہو جاتا ہے۔ جبکہ اُسے بدر کہا جاتا ہے۔ اِس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔"

(الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ:۳)

"جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متی پر ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ انہوں نے اِس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی اُنکو نہیں ہے۔ باوجود اِس کمزوری فہم اور کمئی علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور اُن پر کیا افسوس کروں اور اگر اُن کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی اور حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑتے۔ تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی۔"

"ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپکی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپکی اُمت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اِس کفر کو عزیز رکھتا ہوں۔ لیکن یہ لوگ جن کی عقلیں تاریک ہوگئی ہیں جن کو نور نبوت سے حصہ نہیں دیا گیا۔ اِس کو سمجھ نہیں سکتے اور اس کو کفر قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ وہ بات ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپکی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ:۲)

"یاد رہے کہ اگر ایک اُمتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے۔ نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اُس سے مُہر نبوت نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ وہ اُمتی ہے اور اُس کا اپنا وجود کچھ نہیں اور اُس کا کمال نبی متبوع کا کمال ہے اور وہ صرف نبی نہیں کہلاتا۔ بلکہ نبی بھی اور اُمتی بھی۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو اُمتی نہیں۔ ختم نبوت کے منافی ہے۔ نبوتِ تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے۔" (چشمۂ مسیحی صفحہ:۶۹ حاشیہ)

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُنکی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ اُن سب پر مشتمل اور حاوی اور بجز اُس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اِس کے اندر ہیں۔ نہ اِس کے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اِس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اِس میں موجود نہیں۔ اِس لئے اِس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز تھا۔ اُس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔ لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اسمیں فیض ہے۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اسمیں ہتک ہے۔ ہاں اُمتی اور نبی دونوں لفظ اجمائی حالت میں اُس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اسمیں نبوت تامّہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے۔" (الوصیت صفحہ ۱۲)

منصبِ ختم نبوت کی عظمت کے دو پہلو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں اور آپکی اُمت کے خادموں پر صاف صاف نبی اللہ بولنے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے۔ (اوّل) عظمت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم (دوم) عظمت اسلام۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عظمت کے پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر ۱۳۰۰ برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا۔ تا کہ آپکی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو۔ کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی اُمت کے خلیفوں اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا۔ تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہتک تھی اور کوئی عظمت نہ تھی اور خدا تعالیٰ نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد ۱۳۰۰ برس تک اِس لفظ کو آپ کی اُمت پر سے اُٹھا دیا تا کہ آپکی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں سے بھی بعض افراد ہوں۔ جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جائے۔ تا پہلے سلسلہ سے اِس کی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ نکلوا دیا۔ اور اس طرح پر نہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا اور موسوی سلسلہ مماثلت بھی قائم رکھی اور عظمت اور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی قائم رکھی۔"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ:۹)

خدا تعالیٰ ساری جماعت کو حضور کی اِس وصیت کے مطابق صاحب حال بننے کی توفیق بخشے۔ آمین

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دورِ خلافت رابعہ سے متعلق

میری حسین یادیں

(مکرم حمید اللہ ظفر صاحب جرمنی)

قسط نمبر 2

ہم سب کے پیارے حضور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں پیدا ہوئے اور ۱۹/ اپریل ۲۰۰۳ء صبح ساڑھے نو بجے لندن میں ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جانے والا وجود بہت ہی پیارا تھا انکی اسطرح اچانک جدائی کے صدمہ سے ہر احمدی بچے جوان بوڑھے کا دل افسردہ اور دکھی ہوا۔ دل و دماغ تو ابھی تک اس صدمہ سے آزاد نہیں ہوئے اور بعض اوقات دل پکار پکار کر یہ کہتا ہے کہ ؎

اب نگاہیں تجھے ڈھونڈیں بھی تو کس جا پائیں
جانے کب پائے سکوں یہ دل ویراں پیارے

حقیقت یہی ہے کہ آپ نے ہر گھر میں محبت بانٹی ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تو آپ ہر گھر کے مہمان ہوتے تھے اور آپ کو دیکھ کر دل خوشی اطمینان اور سکون سے بھر جاتا تھا کسے خبر تھی کہ اچانک وہ جدا ہو جاویں گے۔

کون افلاک پہ لے جائے یہ رُودادِ الم
ترا متوالا ابھی تک ہے پریشان پیارے

آپ کو بچپن میں دیکھا ضرور تھا مگر آپ سے پہلی ملاقات گرمیوں کی چھٹیوں میں اس وقت ہوئی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم القرآن سکیم جاری فرمائی۔ اور بزرگان سلسلہ کو پاکستان کے مختلف مقامات پر اس غرض کے لئے بھیجا۔

زہے نصیب کہ میرے گاؤں آپ تشریف لائے۔ ان دنوں ابھی ''داتہ زیرکا'' میں بجلی نہیں آئی تھی لہٰذا امیر صاحب داتا زیرکا نے میرے ذمہ یہ کام لگایا کہ میں چند اطفال کو ساتھ لیکر دوپہر کو حضرت صاحب کو پنکھا چلا کر ٹھنڈی ہوا پہنچاؤں تاکہ آپ آرام کر سکیں۔ آپ آنکھیں بند کئے لیٹے رہے اور ہم سب باری باری اس مقدس وجود کو ہوا پہنچا کر سلاتے رہے۔ عصر کی نماز کے بعد مسجد احمدیہ داتہ زیرکا میں آپ نے تعلیم القرآن کلاس کا آغاز فرمایا۔ یہ گرمیوں کی چھٹیوں کا زمانہ تھا۔

ایک مرتبہ ربوہ میں صفائی کی غرض سے مکھیاں مارنے کی تحریک ہوئی میں اطفال خدام محلہ دار الرحمت شرقی (ب) کے ساتھ آپ کے دفتر وقف جدید میں حاضر ہوا تو آپ نے ہدایات دیں کہ ربوہ کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کیلئے مکھیاں مارنی چاہئیں بلکہ یہ بھی ارشاد تھا کہ جو جتنی زیادہ مکھیاں مار کر لائے گا اُسے انعام کے طور پر مٹھائی دی جائیگی۔ میں نے عرض کی میاں صاحب پھر تو ہمارا نام مکھی مار پڑ جائیگا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا بہر حال یہ کام کرنا تو ہے۔

کچھ عرصہ بعد آپ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مقام پر فائز ہو گئے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے خدام۔ اطفال کے تمام شعبوں میں ایک بیداری پیدا کر دی۔

۱۹۷۲ء میں جب خاکسار ملازمت کے سلسلہ میں لاہور تعینات تھا مجلس خدام الاحمدیہ لاہور ہر سال رمضان المبارک کے مہینہ میں ہر جمعہ پر درس القرآن کا انتظام کرتی تھی مرکز سلسلہ سے علماء کرام تشریف لاتے اور قرآنی علوم سے احباب جماعت کی پیاس بجھاتے۔ چنانچہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کا درس آپ کے ذمہ تھا آپ نے خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ اور پھر سورہ فجر کا درس دیا۔ درس کیا تھا۔ روحانی علوم کا خزانہ پھر آپ کی خوب صورت آواز میں قرآن مجید کی تلاوت جو دل میں اتر جایا کرتی تھی۔ اور اس درس القرآن کی کیسٹ تو میں نے نہ صرف احمدی احباب کو سنائی بلکہ غیر از جماعت رشتہ داروں اور احباب کو سنائی اور سب ہی آپ کی تلاوت قرآن مجید اور تفسیر قرآن سے لطف اندوز ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ جب خلافت رابعہ کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوئے تو میرے ساتھ غیر از جماعت احباب کے ایک وفد نے آپ سے ملاقات کے دوران خواہش کی کہ حضور کچھ قرآن مجید کی آیات سنائیں۔ بہر حال یہ ایک ضمنی بات تھی۔

اس درس القرآن کے بعد ایک دعوت میں آپ سے زیادہ قریب ہونے کا موقع ملا۔ دیر تک آپ کی گفتگو اور انمول واقعات سنکر ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔ اور پھر وہاں سے آپ کی رہائش گاہ گلبرگ سے چھوڑنے کے لئے میری ڈیوٹی تھی رستہ میں آپ نے میرا تعارف پوچھا۔ میں نے اپنا تعارف کرایا اور یہاں سے پھر آپ کے ساتھ قربتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب یہ ممکن نہ تھا کہ آپ لاہور تشریف لاویں تو ملاقات نہ ہو اور یہ بھی ناممکن تھا کہ میں ربوہ جاؤں اور آپ کی خدمت میں حاضری نہ دوں۔ اسی دوران خط وکتابت بھی جاری رہتی تھی۔

ہر بار آپ سے ملکر بیحد خوشی ہوتی۔ آپ مختلف واقعات بھی سنایا کرتے تھے۔ اور ایک بے تکلف مجلس ہو جاتی تھی۔ آپ کو شروع سے ہی دعوت الی اللہ کا شوق تھا اور اکثر تاکید فرمایا کرتے تھے زیادہ سے زیادہ غیر از جماعت دوستوں تک پیغام حق پہنچایا جائے۔ ایک مرتبہ آپ لاہور آئے اور ملاقات نہ ہوئی آپ واپس ربوہ تشریف لے گئے۔ میں نے شکوہ پر مبنی ایک خط لکھدیا جس کا جواب آپ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا آپ کا شکوہ پر مبنی دلچسپ خط ملا۔

اکثر مجھے تاکید فرمایا کرتے تھے کہ جب اپنے گاؤں (داتہ زیرکا ضلع سیالکوٹ) جائیں وہاں جماعت کی بیداری کی کوشش کیا کریں۔ چنانچہ اسی خط میں تحریر فرمایا۔ اپنے علاقہ کی جماعتوں کو نئے سرے سے زندہ کرنے اور پرجوش اور فعال بنانے کے لئے اس جذبہ کو استعمال کریں تو بڑی سعادت ہو گی۔ سیالکوٹ کو آپ کی طرح کے پرولولہ دلوں کی ضرورت ہے جہاں تک ممکن ہو رخصتیں اپنے آبائی گاؤں اور قریب کے دیہات کی دینی خدمت کے لئے وقف رکھیں۔

ایک مرتبہ جلسہ سالانہ پر ۲۵ دسمبر کی سہ پہر میں گولبازار سے گذر رہا تھا اچانک دل میں خیال آیا کہ آج کبھی حضرت میرزا طاہر احمد صاحب گاڑی میں آئیں اس عاجز سے ملاقات ہو اور معانقہ کا شرف حاصل کر پاؤں۔ اللہ کا کرنا ہوا کہ ابھی یہ خیال دل میں ہی تھا کہ میرے ساتھی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا دیکھو وہ حضرت صاحبزادہ میرزا طاہر احمد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ خاکسار اللہ تعالیٰ کے حمد کے ترانے گاتا۔ شاداں و فرحاں آپ کی طرف لپکا آپ گاڑی سے اُترے اور بڑی محبت سے گلے لگا لیا۔ الحمد للہ علی ذالک.

آپ اپنی والدہ مرحومہ کی طرح غریبوں کے بہت ہمدرد اور خیر خواہ تھے چپکے چپکے غریبوں یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے اور حتی الوسع ہر سوال کرنیوالے کی مدد فرماتے تھے۔ میرے ساتھ ایک غیر از جماعت دوست کام کرتے تھے انکے والد محترم کا انتقال ہو گیا گھر میں تنگی دن بدن بڑھتی جاتی تھی انکی ہمشیرہ نے سکول ٹیچرس کا کورس کیا ہوا تھا لیکن ملازمت نہیں ملتی تھی۔ میں نے اس کے ان حالات کو آپ کی خدمت میں تحریر کیا اور عرض کیا کہ محترم راجہ غالب احمد صاحب آف لاہور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اگر آپ پسند فرماویں تو انکے ذریعہ انکی ہمشیرہ کی ملازمت کے لئے مدد ہو سکتی ہے اور ان کے مالی حالات ٹھیک ہو سکتے ہیں آپ ان دنوں کسر صلیب کانفرنس لندن کیلئے جا رہے تھے مجھے خط لکھ کر بھجوایا جسمیں محترم راجہ غالب احمد صاحب کے نام مدد کرنے کا خط بھی تھا اگلے روز ابھی میں اس دوست کے ساتھ محترم راجہ صاحب کو ملنے کا پروگرام بنا رہا تھا کہ دفتر سے آتے وقت رستے میں مجھے ڈاکیا ملا اور بتایا کہ آپ کا منی آرڈر آیا ہے۔ اور میں آپ کی طرف آرہا ہوں۔ میں سوچ و بچار میں گم کہ مجھے منی آرڈر کہاں سے آنا ہے۔ میں تو ہر دسویں پندرھویں روز گاؤں چلا جاتا ہوں اور وہاں زمین کی آمد خود وصول کرتا ہوں۔ یہ منی آرڈر کہاں سے آیا ہے؟ تھوڑی دیر بعد ڈاکیا آیا اور مجھے منی آرڈر وصول کرنے کے لئے دیا جب میں نے پڑھا تو حضرت صاحبزادہ میرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس غیر از جماعت کو کچھ رقم بھجوائی تھی کہ جب تک اسکی بہن کی ملازمت کا بندوبست نہیں ہوتا یہ مدد قبول فرمادیں۔ چنانچہ میں نے انکے گھر جاکر یہ رقم دی اور انہیں بتایا کہ یہ ہمارے بزرگ ہیں اور آپ اس رقم کے لینے سے انکار نہ کریں۔

میرے گاؤں کے ایک دوست کافی عمر کے تھے مالی تنگی کی وجہ سے ربوہ آئے اور اپنے دو بھائیوں کی مدد سے کوئی روزگار ڈھونڈھنے کی کوشش کی مگر ہر جگہ سے ناکامی ہوئی۔ مجھے ان کے گھریلو حالات کا علم تھا۔ میں نے اُن سے کہہ کہ اب میں کوشش کرتا ہوں چنانچہ میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جیسے مشفق وجود کے نام خط لکھا کہ یہ اس شخص کا بیٹا ہے جو مرغی کے انڈوں پر بھی چندہ ادا کیا کرتا تھا آج اسکی مالی تنگی دیکھی نہیں جاتی کئی کئی روز اس کے گھر چولہا نہیں جلتا۔ اس نے بڑی کوشش کی کہ کہیں ربوہ میں ملازمت مل جائے لیکن ہر طرف سے ناکامی ہوئی ہے آپ سے درخواست ہے کہ ان کی مدد فرمادیں۔

آپ نے نظارت اصلاح و ارشاد میں کوشش کر کے اس کی ملازمت کا انتظام کروادیا اور وہ خادم مسجد اقصیٰ کے طور پر کام کر کے اپنے حالات کو بہتر کر سکے۔

ایک مرتبہ میں رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں حاضر خدمت تھا کہ ایک غریب مفلوک الحال شخص آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی جیب سے کچھ رقم نکالی اور اسے دیتے ہوئے فرمایا یہ آپ کی افطاری کے لئے ایک ہفتہ کے لئے کافی ہو گی۔

مجھے بھی ذاتی طور پر ایک بڑے مالدار سے قرض لینا پڑا۔ میں چاہتا تھا کہ اُسے جلد از جلد لوٹا دوں تاکہ مجھے اسکی باتیں نہ سننی پڑیں ان ایام میں میں اسی سوچ و بچار میں تھا کہ کس سے قرض لوں اور سوچا کرتا تھا کہ کوئی ایسا نیک مومن ہو جسے میں آسانی سے واپس بھی لوٹا سکوں خاکسار سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ پر ربوہ موجود تھا جب تلقین عمل کا پروگرام ختم

ہوا پنڈال سے باہر نکلا تو دیکھا حضرت میاں صاحب سائیکل پر جا رہے ہیں میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا تو یکدم خیال گذرا کیوں نہ میں اس پیارے اور محسن کا مقروض بن جاؤں۔ چنانچہ عرض کیا مجھے آپ سے ذاتی کام ہے فرمایا میرے پیچھے پیچھے جلدی دفتر آجاؤ وہاں بات کریں گے ورنہ میں آپ کو نہیں مل سکوں گا۔ میں آپ کے پاس پہنچا عرض کی آپ سے کچھ رقم بطور قرض چاہیئے۔ آپ نے پوچھا کس لئے۔ وجہ بتائی فرمانے لگے میں نے کچھ عرصہ قبل بچی کی شادی کی ہے اسلئے میرے پاس تو اتنی رقم نہیں ہے البتہ میں اس کا انتظام کروا دیتا ہوں مجھے ارشاد ہوا کہ میں ایک درخواست آپ کے نام لکھوں فرمایا جب آپ رقم واپس کرنا چاہیں وہ بھی لکھدیں میں نے عرض کی میاں صاحب جب میں واپس کرنا چاہوں؟ فرمایا۔ ہاں جب آپ سہولت سے واپس کرسکیں آپ انصار اللہ کے صدر تھے وہاں سے رقم کا بندوبست کیا۔

یہ اکتوبر کا مہینہ تھا میں نے واپسی کے لئے اگلے سال اگست کا وقت لکھا لیکن جب اگست آیا تو میرے پاس رقم نہ تھی میں نے اس سے اگلے سال اپریل کی مہلت کی درخواست بھجوائی۔ آپ کا خط ملا مہلت دی جاتی ہے اور توقع ہے کہ آپ اب مزید مہلت نہیں مانگیں گے۔ جب اپریل آیا تو رقم میرے پاس تھی۔ لیکن اپنی ملازمت کی ذمہ داریوں کے باعث تاخیر ہوگئی اور بالآخر ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کی صبح رقم لیکر جب حاضر خدمت ہوا۔ آپ دفتر میں موجود نہ تھے اچانک تشریف لائے پوچھا آپ کب آئے عرض کی صبح صبح فرمایا آؤ دفتر میں بیٹھتے ہیں۔ دفتر میں بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں دل میں بار بار خیال آتا کہ یہ کیسا محسن وشفیق وجود ہے مہلت ختم ہوچکی ہے بلکہ تاخیر ہوچکی ہے لیکن انہیں یاد ہی نہیں کہ میں نے رقم واپس کرنا ہے کوئی تقاضا نہیں کوئی اور دنیادار ہوتا تو سب سے پہلے یہ پوچھتا کہ رقم لائے ہو یا نہیں۔ لیکن ذرہ بھر احساس نہیں ہونے دیا میں نے عرض کی حضرت میاں صاحب میں قرض کی رقم لایا ہوں فرمایا جائیں شاہ صاحب کو جمع کروا آئیں حسب ارشاد شاہ صاحب کے پاس گیا رقم انہیں دی تو انہوں نے اسکی رسید مجھے دی جسمیں لکھا تھا کہ یہ رقم حضرت میاں طاہر احمد صاحب کے حساب میں وصول پائی میں نے شاہ صاحب سے کہا کہ یہ رقم تو میاں صاحب نے مجھے انصار اللہ سے دلوائی تھی آپ نے اسے حضرت میاں صاحب کے حساب میں جمع کرلیا ہے۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ جب آپ نے ادائیگی کے لئے مہلت مانگی تھی حضرت میاں صاحب نے فرمایا اب میرے پاس پیسے ہیں ان سے انصار اللہ کو ادائیگی کردیں جب حمید اللہ ظفر کے پاس پیسے ہوں گے مجھے مل جاویں گے۔ اللہ اللہ کیسا پیارا اور محسن وجود تھا وہ۔ اور ابھی اسی پر بس نہیں ہے رقم جمع کرا کر میں دفتر میں دوبارہ حاضر ہوا عرض کی میاں صاحب آپ کی بے انتہا ابھی میں نے جملہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت صاحب بول پڑے بس۔ بس۔ بس آگے کچھ نہیں کہنا کوئی شکریہ وکریہ نہیں سمجھ لیں میں نے کچھ نہیں دیا۔ فرمایا "کوئی اور حکم ہو تو بتائیں"۔

تو نے کی مشکل احساس فروزاں پیارے
دل بھلا کیسے بھلا دے ترے احسان پیارے

ایک مرتبہ ربوہ گیا نماز مغرب پر ملاقات ہوئی۔ مسجد کے جنوبی طرف آپ کا سائیکل تھا فرمایا میں نے ایک ولیمہ میں جانا ہے مگر ابھی آدھا گھنٹہ رہتا ہے آئیں دونوں سیر کرتے ہیں۔ جب سائیکل لینے لگے تو میں نے سائیکل پکڑنے کی کوشش کی آپ نے فرمایا میں خود پکڑوں گا۔ پھر التجا کی پھر یہی جواب تھا پھر زور سے سائیکل پکڑنے کی جسارت بھی کر دیکھی لیکن فرمایا۔ اس میں کوئی حرج نہیں میں خود ہی اپنا سائیکل پکڑوں گا۔ آپ 1970 کے الیکشن میں جماعت کی طرف سے بعض سیاسی پارٹیوں سے روابط رکھتے تھے بعض کی مدد بھی کی اور انہوں نے احسان فراموشی کی مثال قائم کردی اور جماعت اور احباب جماعت سے بجد زیادتی کی بلکہ قومی اسمبلی سے غیر مسلم کا بل بھی پاس کروالیا۔ اسی چہل قدمی میں اور باتوں کے علاوہ فرمایا آج کل (۷۷ء) الیکشن ہو رہے ہیں کوئی نئی تازی سنائیں۔ عرض کی میں چند روز قبل برادرم ثاقب زیروی صاحب سے ملنے گیا تھا انہوں نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر مبشر حسن (سابق وزیر خزانہ) آئے تھے اور کہتے تھے ثاقب صاحب الیکشن میں ہمیں PPP کو ووٹ دیں ثاقب صاحب نے جواب دیا۔ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ ایک پڑھی لکھی جماعت ہے وہ اپنے محسنوں کو بھلا کیسے بھول سکتی ہے۔ یہ سنکر بہت محظوظ ہوئے فرمایا بہت خوب بہت خوب کیا جواب دیا ہے بہت خوب۔

ایک مرتبہ میں آپ کے گھر ملنے گیا جب آپ مجھے اپنے گھر کے گیٹ پر الوداع کہنے کے لئے آئے تو میں نے کچھ رقم ہاتھ ملاتے وقت اس طرح نذرانے کے طور پر دینے کی کوشش کی کہ دوسرے ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے آپ نے دو تین بار سر ہلا کر انکار کیا اور پیسے واپس کرنے چاہے میں نے عرض کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تو یہ شیوہ تھا آپ کیسے انکار کرسکتے ہیں۔ تب چپکے سے آپ نے وہ نذرانہ قبول کرلیا۔ ۸-۹ جون کی درمیانی شب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اپنے مالک حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ اور خدا تعالیٰ نے خلافت کے منصب پر آپ کو فائز فرمادیا۔ میں غیر از جماعت کے وفود لیکر آپ سے ملاقات کے لئے جایا کرتا تھا ایک مرتبہ میرے غیر از جماعت رشتہ دار شادی پر سرگودھا آرہے تھے میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملاقات کی درخواست بھجوا دی آپ نے از راہ شفقت قبول فرما کر ملاقات کی اور تمام رشتہ داروں سے تعارف حاصل کیا۔

جلسہ سالانہ ۸۲ پر خاکسار کے ہمراہ ایک گاؤں کے کونسلر (بلدیہ) بھی تھے ان کے گاؤں میں چونکہ کوئی احمدی نہیں تھا لہٰذا مولوی نے مختلف وساوس ان کے ذہنوں میں ڈالے تھے۔ جب وہ جلسہ سالانہ دیکھ کر اور آپ سے ملاقات کرکے گاؤں گئے تو مولوی کو اپنی حویلی بلا کر کہا کہ تم نے ہمیں احمدیوں کے متعلق کیا کیا بتایا تھا میں اپنی ان آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں اگر دنیا میں کہیں مسلمان ہیں تو وہ احمدی ہیں۔ چند روز بعد میں بھی اس گاؤں گیا تو انکی حویلی میں گاؤں کے چیدہ چیدہ احباب نے مجھے تاکیداً کہا کہ اگلے جلسہ پر ۲ بسیں ہمارے گاؤں کی بک کروا کر دو ہم سب جلسہ دیکھیں گے۔

لیکن باطل قوتوں کو دین حق کا پھلنا پھولنا گوارا نہ تھا لہٰذا اسی ظالمانہ آرڈیننس کے باعث حضور کو ربوہ چھوڑ کر لندن آنا پڑا۔ ہر دل پریشان۔ فکرمند۔ لیکن جب آپ بخیریت لندن پہنچ گئے تو سبھی مطمئن ہوگئے۔

مئی 84ء کے آخر پر میری ٹرانسفر بھی کراچی ہوگئی اور جاتے ہی خدمت سلسلہ کا موقع بھی مل گیا۔ وہاں سے ڈاک باقاعدگی سے حضور اقدس کی خدمت میں لندن جاتی تھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار ہفتہ میں ایک خط ضرور دعا کے لئے لکھتا تھا میں نے پاکستان سے جرمنی جانے کا پروگرام بنانا شروع کردیا۔ حضور انور سے اپنی زمین اور مکان کے لئے بھی مشورے لئے حضور انور کے خطوط آیا کرتے تھے تو کچھ ہجر کی تلخی دُور ہوتی تھی لیکن اس کے باوجود کئی راتیں ایسی گزاری ہیں جب ساری ساری رات آپ کی یاد میں روتے روتے گزار دی۔

ایک مرتبہ آپ کا خط ملا جس میں آپ نے فرمایا تھا "میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دین اور دنیا دونوں سنوار دے"

۶ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی شام میں لندن پہنچ گیا اور قیام بھی حضور انور کی رہائش کے ساتھ جب ملاقات کیلئے گیا تو ملتے ہی فرمانے لگے حمید اللہ سارے مشورے مجھ سے کیئے لیکن آنے کا بتایا ہی نہیں۔ عرض کی مری ڈاک سنسر ہوتی تھی لہٰذا احتیاطاً نہیں بتایا۔ فرمایا بہت اچھا کیا۔ آپ سے مشورہ لیا فرمایا ٹھیک ہے جرمنی چلے جاؤ ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا "حمید اللہ جرمنی چلو میں آیا کروں گا وہاں ملا کریں گے" اللہ اللہ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے یہ الفاظ آپ کی جرمنی آمد پر بار بار پورے ہوتے رہے۔ الحمد للہ۔

بلکہ جرمنی پہنچ کر آپ کے دورہ کی آمد پر خاکسار ملاقات کی ڈیوٹی کر رہا تھا بطور انچارج ملاقات۔ اس موقع پر ایک اور بات نہایت قابل ذکر یہ بھی ہے کہ مجھے خواب آئی کہ ایک جگہ حضور تشریف لائے ہیں۔ دو تین صفیں ہیں میں نے عرض کی ہے کہ حضور اذان دے دوں فرمایا دے دیں۔ یہ خواب آپ کی خدمت میں لکھدی۔ جواباً فرمایا۔ یہ خواب مجھے آتی تو کچھ اور بات تھی بہر حال آپ اذان مکرم مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب مرحوم اور چوہدری محمد شریف خالد صاحب نائب امیر جرمنی کو چیک کروا کر مجھے رپورٹ دیں۔ سب سے پہلے میں نے محترم خالد صاحب کو فون کیا انہوں نے کہا کہ کسی دن اتوار کو گھر آکر چیک کروالیں۔ میں نیا نیا جرمنی آیا تھا رستوں سے ناواقف تھا لہٰذا عرض کی آپ کے گھر تک پہنچے میں شاید کچھ دن لگ جاویں میں بوتھ سے بول رہا ہوں یہیں سے سنا دیتا ہوں انہوں نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ بوتھ میں ہی آذان دی سننے پر کہا ٹھیک ہے۔ عشاء پر مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب کو چیک کروادی انہوں نے حضور انور کے نام رپورٹ لکھدی کہ پسند آئی ہے۔ چند روز بعد حضور انور خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع پر تشریف لا رہے تھے۔ حضور کی آمد پر اذان کی رپورٹ پیش ہونے پر حضور نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ پر اذان دیں۔ اور نماز جمعہ کی دونوں اذانیں دینے کی سعادت ملی چند ماہ بعد جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے ہفتہ کے روز نماز ظہر و عصر کی اذان دینے کی ذمہ داری سونپی۔ میرے دل میں خیال تھا کہ جمعہ پر تو حضور کی موجودگی میں اذان دینے کی سعادت مل گئی مگر اب شاید حضور کی آمد سے قبل اذان دینا ہوگی لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ مقرر نے تقریر کچھ لمبی کردی چنانچہ تقریر کے معاً بعد جب اذان دینے لگا تو معلوم ہوا حضور انور کا قافلہ پہنچا ہی چاہتا ہے چنانچہ جب میں نے اشھد ان محمد رسول اللہ کہا تو حضور انور میرے پیچھے کھڑے تھے۔ جب اذان ختم ہوئی حضور نے فرمایا ماشاء اللہ خواب دوسری مرتبہ پوری ہوگئی۔ الحمد للہ۔

آپ جب بھی جرمنی آتے رہے شعبہ

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بے مثال اجتماع۔ ناقابل فراموش نظارے

مکرم عبد الباسط شاہد لندن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دور بے شمار کامیابیوں اور کارہائے نمایاں کے ساتھ اچانک حسن انجام تک پہنچا تو جماعت کے ہر فرد کے لئے یہ ایک عظیم صدمہ اور خوف و رنج کا امر تھا۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں حضور اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل بہت بیمار ہو گئے تھے اور کمزوری و علالت کی وجہ سے ہر احمدی بہت زیادہ فکر مند تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا اور حضور کی وہ بیماری ختم ہو گئی حضور نے پھر سے اپنے معمولات زندگی میں حصہ لینا شروع کر دیا اور قریباً تمام دینی مشاغل و مصروفیات شروع ہو گئیں۔ حضور نمازوں کی ادائیگی۔ دفتری فرائض کی انجام دہی۔ ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں شمولیت اختیار فرمانے لگے۔ حضور کی تلاوت قرآن کی مخصوص دلکش لَے پھر سے کانوں میں رس گھولنے لگی۔ جمعہ کے خطبات جو بیماری کی وجہ سے مختصر ہو گئے تھے آہستہ آہستہ پھر مفصل ہونے لگے۔ مجالس علم و عرفان کی رونقیں پھر سے پہلے کی طرح ہو گئیں اور حضور نہ صرف لوگوں کے سوالات کے تسلی بخش جواب دینے لگے بلکہ ان مجالس میں پرانے واقعات و لطائف بھی بیان کرنے لگے اور یہ سب باتیں ہم سب کیلئے از حد اطمینان و تسلی اور خوشی کا باعث بننے لگیں۔

حضور کے معمولات زندگی اسبات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ تھکن اور آرام جیسے امور کو اپنی زندگی کا حصہ نہیں سمجھتے تھے۔ دن رات مسلسل کام کا حیرت انگیز معمول تھا۔ دینی مشاغل میں انہماک کا یہ عالم رہا کہ آپ کے ساتھ کام کرنے والے تو تھکن اور کام کی کثرت کی وجہ سے نڈھال ہو جاتے تھے مگر آپ برابر دلجمعی و بشاشت کے ساتھ اپنے کاموں میں مصروف اپنے ساتھیوں کی ہمت بڑھانے میں لگے رہتے بعض دفعہ تو ایسا بھی ہوا کہ رات دیر گئے تک سوال و جواب کی مجلس جاری رہتی اور آرام یا نیند کیلئے بہت تھوڑا وقت بچتا مگر حضور حسب معمول فجر کی نماز کیلئے تیار ہو کر مسجد میں تشریف لے آئے اور باقی احباب قافلہ جلدی جلدی بعد میں آکر شامل ہوتے۔

مجالس سوال و جواب کے ذکر سے حضور کی زندگی کا یہ غیر معمولی کارنامہ بھی آنکھوں کے سامنے سے ایک فلم کی طرح گزرتا ہے کہ آپ نے اپنوں اور غیروں کے سوالوں اور اعتراضات کا جواب دینے کا جو اہتمام فرمایا وہ اپنی جگہ ایک ادارے اور مستقل پروگرام کی شکل اختیار کر گیا۔ سوال کرنے والے عام طور پر متانت سنجیدگی سے سوال کرتے مگر بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آتا رہا کہ کوئی مخالف محض مخالفت کی غرض سے بحث میں الجھانے کی کوشش کرتا اور گفتگو کے آداب بھی پوری طرح مد نظر نہیں رکھتا مگر آپ کی بشاشت، جواب کی معقولیت و برجستگی پر مکمل عبور کی حالت بدستور قائم رہتی۔ یہ تو درمیان میں جملہ معترضہ آگیا بیان یہ ہو رہا تھا کہ آپ تھکن یا آرام نام کی کسی چیز کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے اور مسلسل محنت کا ایک ایسا نمونہ پیش فرمایا جو اپنی مثال آپ ہے۔

آپ کے مشاغل میں احباب جماعت سے ملاقات بھی ایک عجیب پیاری چیز تھی ہر شخص آپ سے مل کر روحانی سکون و خوشی حاصل کرتا اور یوں لگتا تھا کہ سکون و اطمینان کے خزانے خدا تعالیٰ نے آپ کی تحویل میں دے دیئے ہیں اور آپ ان کو مسلسل لٹاتے چلے جاتے ہیں بچوں سے آپ کی شفقت و محبت بے پایاں تھی جماعت کا ہر بچہ اپنے آپ کو حضور کی خصوصی توجہ اور محبت کا مورد سمجھتا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی افسوسناک وفات کا رنج جماعت میں بجلی کے کرنٹ کی طرح دنیا کے ہر کونے اور حصے میں محسوس کیا گیا۔

ایم ٹی اے جو آپ کے کارنامے کی عظمت کو ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا پر آپ کی وفات کی خبر احمدی دنیا کیلئے ایک بہت بڑا جھٹکا تھا۔ خاکسار نے یہ خبر کینیڈا میں سنی جہاں میں چند دن کیلئے گیا ہوا تھا ایسے موقعہ پر اتنی دوری کا تصور زیادہ ہی حسرت انگیز تھا اور ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ اپنے پروگرام کو مختصر کر کے واپس پہنچ جاؤں کہ ایک عزیز کا فون آگیا کہ آپ ایئر پورٹ چلے جائیں اور حضور کی زیارت و جنازہ میں شمولیت میں سارے خاندان کی نمائندگی کریں۔ ایک عزیز نے از خود ادھر ادھر فون کر کے اسی دن یعنی ہفتہ کو واپسی کا انتظام بھی کرایا اور بتایا کہ آپ کی سیٹ کنفرم کر وادی ہے اور آپ آج ہی جا سکتے ہیں...... اس موقع پر خلافت اور خلیفہ وقت سے دلی تعلق و عقیدت کی جو مثالیں دیکھنے میں آئیں وہ اتنی حیرت انگیز اور عجیب ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ اس زمانے کی باتیں نہیں بلکہ کسی پچھلے زمانے کا قصہ ہے۔ ہر شخص اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ایک دوسرے سے تعزیت کر رہا ہے۔ 20 سال سے زیادہ خلافت کی جو ٹھنڈی چھاؤں تسکین و اطمینان کا باعث بنی رہی تھی وہ یکدم جو سر سے ہٹی تو محرومی اور خوف کا احساس زندگی کے جذبہ کو سرد کئے جا رہا تھا۔ ہر کسی کے ذہن میں یہی سوال تھا کہ اب کیا ہوگا؟ ساری جماعت یتیمی کی کیفیت سے دوچار تھی اور ہر شخص پر یہ دھن سوار تھی کہ وہ اپنے امام کی زیارت کی سعادت کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ لندن اس محبوب شخصیت کی وجہ سے ہر احمدی کی منزل نظر آنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مسجد لندن کا سارا علاقہ عشاق احمدیت سے بھر گیا۔ بچپن میں قادیان کی گلیوں میں ایسی رونق جلسہ سالانہ کے موقع پر نظر آیا کرتی تھی کہ مسجد مبارک کے پاس پاس سب گلیاں اور بازار سجدہ گاہوں میں تبدیل ہو جایا کرتے تھے۔ یہاں لندن میں ایسا نظارہ کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا ہوگا کہ سڑکوں پر اسطرح ٹریفک بند ہو جائے اور گاڑیوں کی قطاروں کی بجائے نمازیوں کی عبادت خشیت اور رقت کے نظارے نظر آنے لگے۔ اور تا حد نظر انسانوں کا سمندر موجیں مار رہا ہو۔

ان آنے والوں میں بہت سے ایسے مخلصین تھے جن کی چھٹیاں ختم ہو چکی تھیں اور وہ اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شامل ہوئے تھے کہ ان کی ملازمت کا سلسلہ جاری رہے گا یا ختم ہو جائے گا۔ بہت سے ایسے غمزدہ بھی تھے جو فوری طور پر لندن آمد و رفت کے کرائے کا انتظام کرنے کیلئے قرض کا بندوبست کر کے آئے تھے بہت سے صدمہ رسیدہ غیر معمولی حالات میں ویزا کا انتظام کرنے کی حیرت انگیز کہانیاں سنا رہے تھے۔ ان سب حرماں نصیبوں کی آنکھوں کی سرخی اور چہروں کی تھکان ایک ایسی عجیب کیفیت کی مظہر تھی جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ جلسہ سالانہ پر بھی ایسے ہجوم نظر نواز ہوا کرتے ہیں مگر وہ اپنے آنے کی تیاری مہینوں پہلے شروع کیا کرتے ہیں اور اسی طرح ان کے استقبال کے انتظامات بھی مہینوں پہلے شروع ہو جایا کرتے ہیں۔ کام کرنے والے معاونین اور رضاکاروں کی ڈیوٹیاں پہلے لگی ہوتی ہیں۔ راشن اور رسد کا انتظام بھی پہلے ہی کیا گیا ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو صورت حال بالکل مختلف تھی کام کرنے والے اپنے گھروں سے اس افسوسناک خبر کو سنتے ہی مسجد لندن کیلئے چل پڑے تھے مگر مسجد میں پہنچ کر انہیں پتہ چلا کہ وہ اپنے محبوب امام کی زیارت کے ساتھ ساتھ ہزاروں باہر سے آنے والوں کو سنبھالنے اور ان کے قیام و طعام کا انتظام کرنے کی ذمہ داریاں سنبھالنے والے ہیں۔ مسجد فضل کا احاطہ اور ارد گرد کی گلیاں اس ہجوم کیلئے ناکافی پا کر لندن کے دوسرے مشنوں اور بیت الفتوح میں رہائش اور قیام و طعام کا انتظام شروع کیا گیا یہ سب انتظامات جو ہنگامی بنیادوں پر شروع ہوئے تھے کسی طرح بھی مثالی اور کافی نہ تھے تاہم ان کا یہ پہلو بہت ہی مثالی اور لاجواب تھا کہ کہیں کوئی لڑائی جھگڑا اور بدمزگی دیکھنے میں نہ آئی میزبانوں اور مہمانوں کا تحمل برداشت اور نظم و ضبط یقیناً ایسا تھا کہ اسے بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ حضور کا چہرہ دیکھنے والوں کی لمبی لمبی قطاریں ہمیشہ ان غیر معمولی ڈسپلن رکھنے والے احمدیوں کی یاد دلاتی رہیں گی۔

سفر کی صعوبتوں اور مشکلات میں عورتوں اور بچوں کو بالعموم زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور اس وجہ سے وہ ایسے مواقع پر کم ہی باہر نکل پاتے ہیں مگر یہاں پر جذبہ شوق نے بچوں اور عورتوں کو بھی گھروں کے آرام چھوڑ کر باہر نکلنے پر مجبور کیا ہوا تھا اور ان کا ہجوم بھی یہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ اپنے ایمان اخلاص اور قربانی و فدائیت کے جذبہ میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

اس ساری تگ و دو کا نقطہ مرکزی مجلس انتخاب کا اجلاس اور نئے امام کا انتخاب تھا۔ ہفتہ ۱۹ مارچ سے منگل تک غم و اندوہ اور دکھ و تکلیف کا جو عالم رہا تھا اب اس اجلاس کے وقت وہ اپنے عروج پر تھا۔ جانے والی پیاری شخصیت کی جدائی کے صدمہ کے ساتھ ساتھ جماعتی اتحاد بلکہ جماعتی زندگی اور مستقبل کا دارومدار اس اجلاس پر تھا۔ صحیح فیصلہ آئندہ ترقی کا ضامن تھا۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔ نماز عشاء کے بعد اراکین مجلس انتخاب کو اپنی اہم ذمہ داری کی ادائیگی میں ہمہ تن متوجہ تھے۔ مگر باقی سب احمدی بھی مسجد کے اُس پاس ہمہ تن انتظار بنے بیٹھے رہے۔ انہیں اس بات کا احساس نہ ہوا کہ آدھی رات کا وقت ہو رہا ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ رات کے آرام کا بندوست کیا ہوگا!! ایسا لگتا تھا کہ یہ عاشق اس دنیا کے لوگ نہیں ہیں اور اپنے آرام اور دوسرے جسمانی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ مجلس انتخاب کے اس فیصلہ کے منتظر تھے جو ہمارے ایمان و یقین کے مطابق خدائی مشیت و منشاء کا اظہار و اعلان ہوتا ہے کم و بیش دو گھنٹے کے اجلاس کے بعد جب یہ اعلان ہوا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی مقررہ مجلس انتخاب کے اجلاس میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوئے ہیں تو دکھ اور خوف کی حالت امن میں تبدیل ہو گئی۔ ٹوٹی ہوئی کمروں کو سہارا مل گیا۔ جماعت کے بہتر مستقبل کی خوشخبری مل گئی۔ جماعتی اعتماد و اتفاق کی بنیاد میسر ہو گئی۔ خدا کی تائید و نصرت کے وعدے پورے ہوئے دشمنوں کی خواہشیں حسرتوں میں تبدیل

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

ملکی رپورٹیں

ملیالی رسالہ ستیہ مترم کا خصوصی نمبر

محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب درویش مرحوم سابق مبلغ کیرلہ کی دینی خدمات کے مد نظر مجلس انصار اللہ کیرلہ نے ماہانہ رسالہ Sathyam Matram کا مولانا موصوف کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا ہے۔ مکرم اے پی کنجامو صاحب امیر جماعت احمدیہ کیرلہ کی اجازت سے مورخہ 30.3.03 کو بعد نماز عصر مسجد کالیکٹ میں خاکسار کے زیر صدارت رسم اجرائی کا اجلاس ہوا تلاوت کے بعد استقبالی تقریر مکرم اے ایم سلیم صاحب زعیم انصار اللہ کالیکٹ و مدیر ستیہ دوتن نے کی صدارتی خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب کیرلہ نے خصوصی نمبر کی ایک کاپی کالیکٹ کے عمر رسیدہ انصار مکرم کے پی محمد قاسم صاحب کو دیکر رسم اجرائی کی۔ اسکے بعد تقریر کی اسکے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ مکرم بی محمود احمد صاحب (سیکرٹری اشاعت کیرلہ) مکرم ایم عبد الرحمن صاحب نے تقریر کی۔ مکرم ٹی احمد سعید صاحب نے شکریہ احباب ادا کیا۔ آخر میں مکرم صوبائی امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس اجلاس میں صوبہ کیرلہ کی اکثر جماعتوں کے نمائندگان تشریف لائے تھے۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

چنتہ کنٹہ کی ڈائری

☆ - خدمت خلق

مورخہ ۲۰ رجنوری کو بمقام سرکاری دواخانہ چنتہ کنٹہ میں انڈین ریڈ کروس سوسائٹی کی طرف سے فری آئی کیمپ لگایا گیا۔ جس کے انتظامات کیلئے تمام اخراجات محترم سیٹھ محمد سہیل صاحب امیر جماعت چنتہ کنٹہ نے ایک کثیر رقم اعانت کر کے برداشت کئے۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم سابق صوبائی امیر آندھرا پردیش کی طرف سے محترم سیٹھ ضیاء الدین صاحب نے ۲۰۰ مریضوں کو عینکیں دیں۔ اس آئی کیمپ میں پندرہ سو مریضوں کا علاج کیا گیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ I.R.C.S. کے چنتہ کنٹہ زون کے خزانچی ہمارے احمدی محترم محمود احمد صاحب بابو سیکرٹری مال چنتہ کنٹہ ہیں۔

یہاں کے M.L.A.، R.D.O.، CI، SI، M.R.O اور اس کے علاوہ جماعت کے معزز لوگوں نے اس پروگرام میں شرکت کی اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں چنتہ کنٹہ کے تمام خدام نے دن رات محنت کی۔ اس کیمپ کی رپورٹ یہاں کے مقامی اخباروں میں فوٹوز کے ساتھ شائع ہوئی۔

☆ - وقار عمل

مورخہ ۱۴ رفروری بروز جمعہ مکرم لئیق احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کے الوداعیہ، مکرم بشارت احمد صاحب بطور قائد چنتہ کنٹہ کے استقبالیہ کی تقریب ہوئی۔ پروگرام کی صدارت مکرم محمود احمد صاحب بابو قائم مقام امیر جماعت چنتہ کنٹہ نے کی۔

☆ - وقار عمل - ☆ عید الاضحیہ اور عید الفطر کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کی طرف سے کل پانچ وقار عمل ہوئے۔ جس میں مسجد کی صفائی، عیدگاہ کی صفائی، احمدیہ قبرستان کی صفائی شامل ہیں۔ کل پندرہ گھنٹے وقار عمل کیلئے صرف ہوئے۔ تمام خدام و اطفال نے بہت محنت اور جوش کے ساتھ کام کیا۔ وقار عمل کے بعد ناشتہ، چائے، شیرینی کا انتظام خدام کی طرف سے کیا گیا۔

پکنک مجلس انصار اللہ چنتہ کنٹہ

بمقام ڈیم پہاڑ جو دریائے کرشنا کے کنارے پر واقع ہے مجلس انصار اللہ چنتہ کنٹہ کی طرف سے ایک پکنک کا پروگرام بنایا گیا۔ تمام انصار جماعت کے افراد کی گاڑیوں پر صبح دس بجے یہاں سے روانہ ہوئے۔ ''کلوا جمیعا'' رکھا گیا۔ وہاں پہنچ کر مختلف کھیلوں کا انتظام کیا گیا۔ نماز ظہر و عصر با جماعت ادا کی گئی۔ کلوا جمیعا کے بعد ایک مختصر اجلاس رکھا گیا۔ جس کی صدارت مکرم عبد الحی صاحب نے کی۔ مبلغ چنتہ کنٹہ، زعیم انصار اللہ اور صدر جلسہ نے مختصر تقاریر کی۔ دعا کے بعد چند افراد کی طرف سے چائے اور شیرینی تقسیم کی گئی۔ (پی ایم رشید مبلغ چنتہ کنٹہ)

☆ - ٹورنامنٹ

مورخہ ۱۲ رجنوری کو بمقام نرموتی میں کرکٹ ٹورنامنٹ ہوا۔ جس میں احمدیہ اسپورٹ کلب چنتہ کنٹہ کی طرف سے ایک کرکٹ ٹیم نے حصہ لیا۔ اور تین ٹیموں کو ہرا کر فائنل میں پہنچ گئے۔ اور فائنل جیت کر ٹرافی حاصل کی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک) اسی طرح مورخہ ۲۴ رجنوری کو بمقام نیلی کونڈی میں بھی احمدیہ اسپورٹس کلب چنتہ کنٹہ ٹورنامنٹ میں حصہ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ٹیموں کو ہرا کر فائنل تک پہنچ گئے۔ مورخہ ۲۵ رجنوری کو بمقام مکتل میں ڈویژنل سطح پر شٹل کا ٹورنامنٹ منعقد کیا گیا۔ جس میں ہمارے خدام کی طرف سے تین ٹیموں نے حصہ لیا۔

(پی ایم رشید مبلغ چنتہ کنٹہ)

تھراج پنجاب میں تربیتی جلسہ اور میڈیکل کیمپ

۲۶ فروری ۲۰۰۳ کو جماعت احمدیہ تھراج ضلع موگا میں ایک تربیتی جلسہ ہوا جس میں محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے شرکت کی جن کا شاندار رنگ میں استقبال کیا گیا۔ محترم ناظر صاحب نے جماعت احمدیہ تھراج کے نئے تعمیر شدہ مشن کا افتتاح کیا محترم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین قادیان نے نماز ظہر و عصر پڑھائی نماز کے معاً بعد محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد کی زیر صدارت جلسہ ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد نومبائعین نے تاثرات پیش کئے بعدہ محترم مولانا سلطان احمد صاحب۔ مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم فاضل نگران دعوۃ الی اللہ پنجاب و ہماچل اور محترم صدر صاحب جلسہ نے خطاب کئے محترم صدر صاحب سرکل موگا نے پرچہ دینی امتحان میں اول دوئم اور سوم آنے والے بچوں کو انعام دیئے۔

اس موقع پر تقریباً آٹھ صد افراد کا طبی معائنہ کیا گیا اور مفت ادویات دیں۔ اس جلسہ میں ضلع موگا۔ بٹھنڈہ۔ مکتسر اور فرید کوٹ سے مہمانان کرام نے شمولیت کی۔

دوسرے روز ٹھیک نو بجے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان نے احمدیہ مسجد و مشن ابلو (بٹھنڈہ) کا افتتاح کیا اور دعا کروائی۔

(انیس احمد خان مبلغ تھراج سرکل انچارج موگا پنجاب)

قادیان میں ہفتہ اطفال و یوم والدین

قادیان میں اس سال کا پہلا ہفتہ اطفال ماہ اپریل میں منایا گیا۔ قادیان کے زیادہ سے زیادہ اطفال نے اس میں حصہ لیا۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد یوم والدین اور تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی اس موقعہ پر مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب ایس ایم او قادیان نے گھانا میں رہتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ساتھ تین سالہ زندگی کے ایک دو پہلو بیان کئے۔ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خلافت سے وابستہ رہنے کے متعلق قیمتی نصائح کیں۔ آخر پر مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے صدارتی خطاب کیا۔

(نوید الفتح ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان)

آئی کیمپ سرکل سیتاپور اُتر پردیش

یوم مسیح موعودؑ کے موقعہ پر سرکل سیتاپور یوپی کے زیر اہتمام ایک آئی کیمپ شہر کے مشہور آنکھ ہسپتال کے ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر لگایا گیا۔ مورخہ 24.3.03 کو کثیر تعداد میں مرد و زن کی آنکھوں کا معائنہ کیا گیا۔ اور حسب ضرورت مریضوں کو آئی ڈراپ و چشمے دیئے گئے۔ موتیا بند والوں کا اپریشن کیا گیا جس سے سیتاپور و گرد و نواح کی کثیر تعداد نے فائدہ اٹھایا۔ جماعت احمدیہ کی اس مخلصانہ خدمت خلق کو سی ایم او صاحب سیتاپور و شہری انتظامیہ نے کافی سراہا جس کا ذکر اخباروں نے بھی کیا اس سارے پروگرام میں محترم صوبائی امیر صاحب یوپی کا مخلصانہ تعاون دیا۔

(ظفر احمد گلبرگی سرکل انچارج سیتاپور۔ یوپی)

بقیہ صفحہ: (13)

ہو گئیں۔ اور احمدیت کا فتح نصیب قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ خلافت کا خدائی انعام و احسان ہمیں حاصل ہوا۔ مومنوں کی جماعت کے ایمان کی خدائی گواہی حاصل ہوئی۔ اور ہم میں سے ہر شخص نے امن و سکون اپنے دلوں پر نازل ہوتے ہوئے محسوس کیا۔

بیعت اور نماز جنازہ کا منظر اور اس کے بعد فی سبیل اللہ قربانی و جہاد کے نئے ولولے اور عزائم ناقابل فراموش اور امٹ یادیں ثبت کر گئے ہیں جن کی برکتیں ہم آنے والے ہر دن میں بیش از بیش دیکھتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

درخواست دعا: خاکسار کے بیٹے محمد شارق خان کے امتحان B.com@Computer Applicatior) 2nd year میں اعلیٰ کامیابی کیلئے اور دین و دنیا میں ترقی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (خان محمد ذاکر خان بمیالوی سہارنپور)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

وصایا:: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کرے۔............(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15192: میں امۃ النصیر زوجہ مکرم ایاز محمود صاحب قوم چیمہ احمدی مسلمان پیشہ گھریلو عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 24.6.02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میری منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ا۔ حق مہر 10,000 روپے بذمہ خاوند۔ ۲۔ ایک انگوٹھی طلائی جسکی قیمت 1200 روپے ہے ایک عدد گھڑی دستی جس کی قیمت 500 روپے ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی ادائیگی کروں گی۔

اس کے علاوہ میرا کوئی ذریعہ فی الوقت نہیں ہے جب بھی آمد پیدا کروں گی تو اس کے 1/10 حصہ کی ادائیگی کرتی رہوں گی۔ اس وقت گھر کے رہن سہن کے مطابق ماہوار تین صد روپے پر 1/10 حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ نیز میری وفات کے بعد جو بھی ترکہ ثابت ہو اُس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
بشارت احمد حیدر	امۃ النصیر	غلام نبی

وصیت نمبر 15193: میں انجم آرا زوجہ مکرم سید فہیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ قوم احمدی مسلمان عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لکھنؤ ڈاکخانہ لکھنؤ ضلع لکھنؤ صوبہ اتر پردیش بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.3.01 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/15000 روپے۔ زیورات طلائی گلے کے ہار دو عدد وزن 10.5[illegible]۔ کان کی بالیاں دو جوڑی 5.250 چوڑیاں طلائی چار عدد وزن 5.000 کل وزن طلائی زیور 20.800۔ قیمت -/8,944 روپے

۳۔ زیور نقرئی پازیب دو جوڑی وزن 12.1/2 تولہ قیمت -/875 کل قیمت زیورات مبلغ -/9819 روپے

اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد سورو ضلع بالاسور اُڑیسہ میں ایک مکان غیر منقسم ہے۔ والد صاحب وفات پاگئے ہیں والدہ حیات ہیں۔ الحمد للہ۔ اس سے مجھے جو بھی حصہ ملے گا اس کا 1/10 حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔ ماہانہ خورونوش کے لحاظ سے مبلغ -/300 روپے ماہوار پر تازیست 1/10 حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز اس کے علاوہ آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔

میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید فہیم احمد	انجم آراء	محمد انور احمد
خاوند موصیہ		انسپکٹر وصایا زیل لکھنؤ

وصیت نمبر 15194: میں رحمت اللہ جینا ولد عبد الرؤف جینا قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28.6.01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اسوقت میری جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ ایک مکان آبائی جائیداد ہے جس میں میرا حصہ 15x60 ہے جسمیں میری رہائش ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ مکان نمبر 2.7.86 ہے۔

ذریعہ آمد تجارت ہے۔ چپل کی ایک دکان Star Footwear کے نام سے ہے جسمیں خاکسار اور میرے دو بیٹے حصہ دار ہیں۔ جن سے میری آمد ماہوار مبلغ -/2500 روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت یکم اپریل 2001ء سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جاوید اقبال اختر	رحمت اللہ جینا	محمد مصلح الدین سعدی
سیکرٹری مجلس کارپرداز		مبلغ سلسلہ یادگیر

وصیت نمبر 15195:۔ میں شہادت بیگم زوجہ رحمت اللہ صاحب ملک قوم مسلمان پیشہ ملازمت عمر 57 سال پیدائشی احمدی ساکن نگر بھدرواہ ڈاکخانہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں و کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ اکتوبر 2002ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ رہائشی مکان کا 1/2 حصہ جو محلہ کھکھل بھدرواہ میں واقع ہے اور جسکا نمبر 291 ہے۔ ۲۔ میں گورنمنٹ ٹیچر ہوں۔ اس وقت مبلغ 10149 روپے ماہوار ملتے ہیں۔ جی پی فنڈ اور انشورنس مبلغ -/2109 روپے علاوہ ہیں۔ جسکا 1/10 بعد از ریٹائرمنٹ ادا کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

۳۔ زیورات طلائی۔ کڑا ایک عدد وزن 00-20 گرام قیمت -/8,000

دو جوڑی کانٹے	10 گرام	4,000/
انگوٹھی ایک عدد	4 گرام	1600/-
ایک ٹکڑا سونا	11 گرام	4,500/-

اور حق مہر -/1000 روپے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہے میں اپنی تنخواہ کا 1/10 حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔

یہ وصیت 15.10.02 سے نافذ العمل ہوگی۔ انشاء اللہ

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
رحمت اللہ	شہادت بیگم	عطاء اللہ نصرت انسپکٹر

وصیت نمبر 15196: میں آسیہ خاتون بیوہ مولانا عبد الودود مرحوم قوم مسلمان پیشہ امور خانہ داری عمر 55 سال تاریخ بیعت 1996 ساکن کھڑ اڈاکخانہ ڈیحا ضلع بیر بھوم صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30.1.02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ بھارت ہوگی۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ میری گذر اوقات کے اخراجات میرے بیٹوں کے ذمہ ہیں۔ میرا ایک بیٹا بطور معلم عبد الرؤف راجستھان میں فریضہ تبلیغ انجام دے رہا ہے۔ اور دوسرا بیٹا ہلٹی میں بطور عارضی کلرک خدمت سلسلہ انجام دے رہا ہے۔ اگر آئندہ میری کوئی آمد ہوئی یا میں نے جائیداد بنائی تو اسکی اطلاع دفتر کو کروں گی۔ میں خورونوش کے اخراجات پر ماہانہ -/350 روپے پر 1/10 حصہ کی وصیت منظور کرنے کی درخواست کرتی ہوں۔ اور میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ
شیخ محمد داؤد علی	آسیہ خاتون	عبد المومن راشد انسپکٹر

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ۔ پاکستان
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO-RN61/5?

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-220757
Tel Fax (0091) 01872-221702
Tel (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol :52 Tuesday 3 June 2003 Issue No. 22

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $
:40 euro
By Sea : 10 £ Or 20 U.S $

پاکستانی مولاناؤں کی تنظیم متحدہ مجلس عمل کے سربراہ احمد شاہ نورانی کے متعلق

مفتی سعودی عرب کا فتویٰ

مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد کے قلم سے

پاکستانی ملّاؤں نے انتخاب جیتنے کے لئے متحدہ مجلس عمل بنا رکھی ہے جس کی صدارت بریلوی جماعت کے سربراہ احمد شاہ نورانی کے سپرد ہے۔ ذیل میں ''نورانی جماعت'' سے متعلق مفتی سعودی عرب (عبداللہ بن باز) کا فتویٰ (۹۰-۳) ھدیہ قارئین کیا جاتا ہے:۔

'' سوال: پاکستان میں ایک خاص جماعت ''بریلوی'' یا ''نورانی'' جماعت کہلاتی ہے۔ یہ نام ان کے موجودہ لیڈر کی نسبت ہے۔ میں آپ سے ان کے متعلق اور ان کے عقیدہ کے متعلق اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق شرعی حکم معلوم کرنا چاہتا ہوں تا کہ اس سے بہت سے لوگوں کو اطمینان حاصل ہو جائے جو ان کی حقیقت سے واقف نہیں۔ میں ان کے بعض مشہور عقائد عرض کرتا ہوں۔

(۱)...... رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں۔

(۲)...... رسول اللہ ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ خصوصاً نماز جمعہ کے فوراً بعد یا جس مجلس میں آپ کا ذکر ہو آپ حاضر ہو جاتے ہیں۔

(۳)...... یہ عقیدہ کہ رسول اکرم ﷺ کی شفاعت پہلے ہی قبول ہو چکی ہے اور آپ ہمارا سب کا جنت میں داخلہ کروا دیں گے۔

(۴)...... یہ لوگ اولیاء کرام اور قبروں میں مدفون افراد سے کچھ اس طرح کی عقیدت رکھتے ہیں کہ ان کے پاس نماز پڑھتے ہیں اور ان سے حاجت روائی کی درخواست کرتے ہیں۔

(۵)...... قبروں پر گنبد بناتے اور روشنی کرتے ہیں۔

(۶)...... یا رسول اللہ! اور یا محمد (ﷺ) کہتے ہیں۔

(۷)...... نماز میں رفع الیدین کرنے اور آمین بلند آواز سے کہنے والے سے ناراض ہوتے اور اسے وہابی قرار دیتے ہیں۔

(۸)...... نماز کے وقت مسواک کرنے پر شدید تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔

(۹)...... وضو اور اذان کے دوران اور نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگلیاں (انگوٹھے) چومتے ہیں۔

(۱۰)...... نماز کے بعد ہمیشہ ان کا امام یہ آیت پڑھتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾ (الاحزاب:۳۳، ۵۶) اس کے بعد تمام نمازی اجتماعی طور پر بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں۔

(۱۱)...... نماز جمعہ کے بعد دائرہ کی صورت میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بلند آواز سے شعر پڑھتے ہیں۔

(۱۲)...... رمضان کے مہینہ میں تراویح میں جب قرآن مجید ختم ہوتا ہے تو بہت سا کھانا پکا کر مسجد کے صحن میں تقسیم کرتے ہیں اور مٹھائی بانٹتے ہیں۔

(۱۳)...... مسجدیں بنا کر انہیں بڑے اہتمام سے نقش و نگار سے مزین کرتے ہیں اور محراب پر یا محمد لکھتے ہیں۔

(۱۴)...... خود کو صحیح اہل سنت اور صحیح عقیدہ کے حامل سمجھتے ہیں اور دوسروں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔

(۱۵)...... ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

واضح رہے کہ میں کراچی میں طب (ڈاکٹری) کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور میری رہائش ایک مسجد کے قریب ہے جس پر اس بریلوی جماعت کا کنٹرول ہے۔

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ بَعْدُ:

جس شخص کے یہی حالات ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر کوئی نمازی اس کی اس حالت سے واقف ہونے کے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں۔ کیونکہ سوال میں مذکورہ امور میں سے اکثر کفریہ اور بدعیہ ہیں جو اس توحید کے خلاف ہیں جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور جو اس نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی۔ مذکورہ عقائد و اعمال قرآن مجید سے صاف طور پر ٹکراتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾

(الزمر ۳۹: ۳۰)

(اے نبی!) آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔

اور فرمایا:

﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا﴾ (الجن ۷۲: ۱۸)

بلاشبہ مسجدیں اللہ کی ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

یہ لوگ جو بدعتیں کرتے ہیں، انہیں ان سے احسن انداز سے منع کرنا چاہئے۔ اگر وہ لوگ مان جائیں تو الحمد للہ، ورنہ انہیں چھوڑ کر اہل سنت کی مسجدوں میں نماز پڑھی جائے۔ جناب خلیل الرحمان ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمان ایک اچھا اسوہ پیش کرتا ہے:

﴿وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰٓی اَلَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا﴾ (مریم ۱۹: ۴۸)

میں تم سے الگ ہو جاؤں گا اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (ان سے بھی دور رہوں گا) اور اپنے رب کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ اپنے رب کو پکار کر میں بدنصیب نہیں رہوں گا۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

اللجنۃ الدائمۃ، رکن: عبداللہ بن قعود، نائب صدر: عبدالرزاق عفیفی، صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز''

(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب جلد دوم صفحہ ۲۵۵-۲۵۶ ترجمہ عطاء اللہ ساجد صاحب مدینہ یونیورسٹی۔ طبع اول۔ جنوری ۱۹۹۹ء پبلشر اردو بازار رحمان مارکیٹ لاہور)

☆☆......☆☆......☆☆

بقیہ صفحہ: (2)

پسندوں نے یورپ کے پادریوں کے منہ سے یہ نوالے چھین لئے اور انتہا پسندی کو پیش نظر رکھ کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پہلے سے بڑھ کر گھناؤنا راگ الاپنا شروع کر دیا اس معاملے میں وہ یکسر اپنے گھر کو بھول گئے جو خود ظلم و تشدد و نفرت و حقارت کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے۔ 11 ستمبر کے واقعات ان انتہا پسندوں کے لئے بھی نہایت مفید ثابت ہوئے اور ان کو یہاں تک جرأت ہوگئی کہ انہوں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو یہ مشورہ دینا شروع کر دیا کہ قرآن مجید جہادی اور انتہا پسندی کی تعلیم دیتا ہے، کافروں کو برا بھلا کہتا ہے لہذا مسلمان جہاد سے متعلق اور کفر سے متعلق قرآن مجید کی آیات کو قرآن مجید سے نعوذ باللہ خارج کر دیں۔

اس تمہید کو تحریر کر کے ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آئندہ گفتگو میں ہم سلسلہ وار پہلے تاریخی حوالوں سے مسلم بادشاہوں سے متعلق کسی قدر تذکرہ کریں گے اس کے بعد بتائیں گے کہ قرآن مجید غیر مسلموں سے رواداری اور حسن سلوک کی کیا تعلیم دیتا ہے۔ کفر کا کیا مطلب ہے۔ جہاد کے کیا معانی ہیں اور قرآن مجید کی جن آیات کو نکالنے کے مشورے دیئے جا رہے ہیں وہ آیات تو دراصل بنی نوع انسان کے لئے پیغام رحمت و امن ہیں۔ (منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ: (12)

ملاقات میں خدمت کرنے کی سعادت ملتی رہی۔ کئی بار دن میں ملاقات ہوتی آمنا سامنا ہوتا اور دل آپ کی زیارت سے باغ باغ ہو جاتا۔ لندن میں بھی جلسوں پر آپ کے خطابات اور ملاقات کے مواقع ملے۔ آپ بیمار ہوئے تو دردِ دل سے دعائیں کرنے کی توفیق ملی بلکہ میری ایک چھوٹی بچی جس نے آپ کو صرف ایم ٹی اے پر دیکھا تھا اپنے دونوں معصوم ہاتھ اٹھا کر آپ کیلئے دعا کرتی۔ میں اللہ کے حضور التجا کرتا مولا کریم ان معصوموں کی التجاؤں کو ہی قبول فرما کر ہمارے پیارے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمادے۔ میں نے حضور کی خدمت میں بھی اس بچی کا لکھا تو حضور انور نے ازراہ شفقت عزیزہ کے لئے پیار بھجوایا اور آپ کی وفات سے چند روز قبل آپ کا آخری خط موصول ہوا جس میں حضور نے اس عاجز کے لئے دعا کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے نفس مطمئنہ عطا فرمائے۔ آمین۔

گو دل ابھی تک اس صدمہ سے نڈھال ہے۔ آنکھیں آپ کی یاد کی آمد پر آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں لیکن آنے والے پیارے وجود کو دیکھ دیکھ کر آخر ایک دن دل بے قرار کو قرار آ ہی جائیگا۔

مشکل بہت ہے مل کر بچھڑنے کا مرحلہ
اللہ نہ دے کسی کو سزائے غمِ فراق

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266